یادگار شرر

از تصانیف منشی محمد ارتضا علی صاحب شرر کاکوروی تلمیذ

نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی
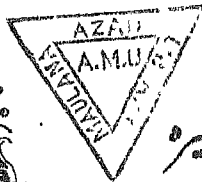
مترجم

مضامین اڈیسن وغیرہ

مؤلف

ارمغان وطن

مصنف

ارمغان احباب وغیرہ وغیرہ

مطبع شام اودھ واقع پل چھاؤلال لکھنؤ

بنام نامی

قدردان شعر و سخن جوہر شناس علم و فن والا دودمان
نواب محمد مزمل اللہ خان صاحب بہادر تعلقہ دار
بھیکن پور ضلع علی گڈھ ممالک مغربی و شمالی

خادم قدیم

نے

باظہار عقیدت و احسانمندی اس ناچیز مجموعہ کو

بعد حصول اجازت

معنون کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیحت
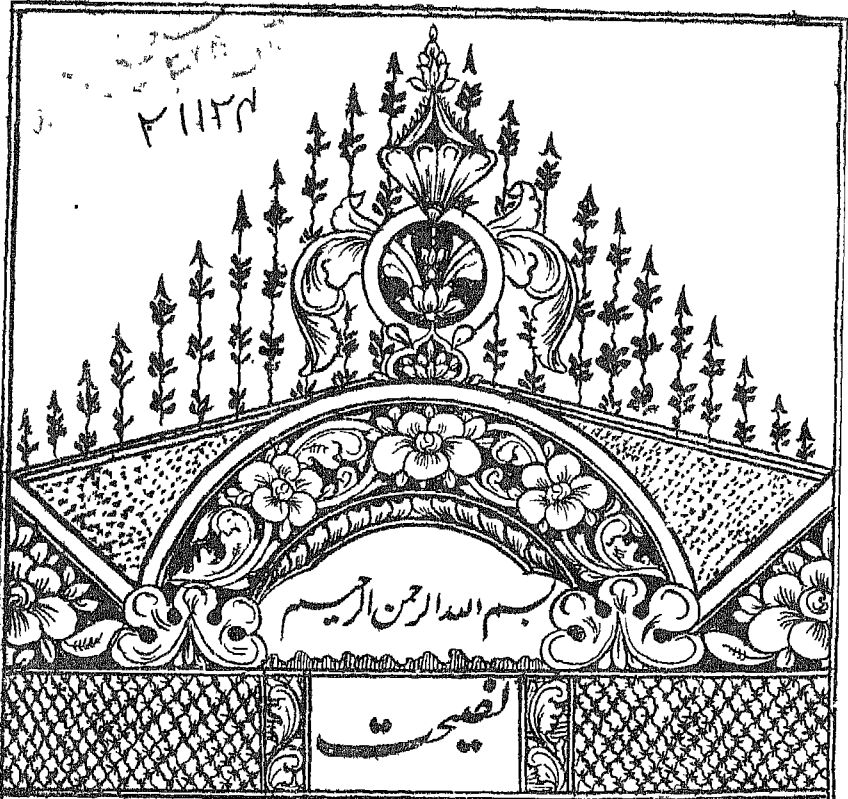
فروری ۱۸۹۰ء مین بعض روشن خیال دوستون نے ایک لٹریری کلب قایم کرنیکی تجویز اور مجھسے یہ خواہش کی تھی کہ مین جلسہ افتتاح کلب مین کوئی نظم پڑھون - اس درخواست نے میرے دل مین ایک قسم کی گدگدی سی پیدا کردی - مین نے اس تحریک کو غنیمت جانا اور اپنے اُن خیالات کے اظہار کی فکر کی جو مدت سے میرے دلکو بے چین کر رہی تھی لیکن افسوس ہے کہ اُن خیالات کو دلسے صرف زبان قلم تک آنا نصیب ہوا - جلسہ افتتاح کیسا بوجوہات کلب قایم کرنیکی مبارک تجویز ہی ملتوی ہے اور بدقسمتی سے ہنوز حالت التوا مین ہے اور رہیگی - انتظار کی زحمت کہانتک اُٹھائی جاتی - اب مین اس مسدس کو مؤدبانہ گذارش کے ساتھ جوہر شناس پبلک کے سامنے پیش کرتا ہون کہ جہان کہین لغزش پائین معاف فرمائین کیونکہ عموماً کسی اندوہ ناک حالت کے اظہار مین شوکت بیان و ترتیب لفظی کا خیال رکھنا ہی نہایت مشکل ہے

فصل گل رخصت ہوئی آئی گلستان مین خزان	بلبلان چہچہ زن ہر طرف ہین نوحہ خوان

شاخ ہے بے زیورِ گل مثلِ دستِ بیوگان
نہر ہے یا ہو گئی ہے خشک چشمِ عاشقان

فصلِ دے کے آتے ہی کیسی اداسی چھا گئی!
موسمِ گل کیا گیا گلشن پہ آفت آ گئی!

فصلِ گل کے ساتھ رخصت ہو گئی دل بستگی
دم خفا سینے کے اندر اور گھبراتا ہے جی
اب تو حالت قلب کی ہے اور سے کچھ اور ہی
آہ ہے اب اُن لبوں پر جن پہ آتی تھی ہنسی

بلبلِ افسردہ کی صورت ہے اپنا دل اداس
منتشر اوراقِ گل کی طرح ہیں اپنے حواس

فصل وہ ہیں سیر کریں کیا باغ و بستان کیطرف
تو چلے جاتے ہیں ہم شہرِ خموشان کیطرف
دیکھتے ہیں یاس سے گورِ غریبان کیطرف
کشتگانِ حسرت و اندوہ و حرمان کیطرف

اے خضر جاتے ہیں ہم انکی زیارت کے لیے
خاک جنکی طوطیا ہے چشمِ عبرت کے لیے

واہ کیا عبرت فزا شہرِ عدم آباد ہے
جو یہاں آیا غمِ دنیا سے وہ آزاد ہے
جس سے ظاہر ہے کہ قصرِ عمر بے بنیاد ہے
جو وہاں ناشاد رہتا تھا یہاں وہ شاد ہے

رہ نوردانِ عدم کی پہلی منزل ہے یہی
کشتیِ عمرِ رواں کا پہلا ساحل ہے یہی

ہے کہیں عبرت فزا مرقد میں خاکِ مہوشان!
تازہ کفنائی ہوئی رکھی ہے نعشِ نوجوان!
قبر کے باہر پڑے ہیں عاشقوں کے استخوان!
جس پہ حسرت کا ہے ماتم بیکسی ہے نوحہ خوان!

آ رہی ہے ہر طرف سے یہ صدائے دردناک!
خاک سے پیدا ہوئے تھے ہو گئے آخر کو خاک!

اک طرف خوابِ عدم میں ماہرانِ علم و فن
شمعِ علم و فضل و دانش رونقِ ہر انجمن
شاعرانِ معتبر مشہور ہے جنکا سخن
بزم ہی کو تھا نہ ان پر ناز تھے فخرِ زمن

جنسے عزت تھی ہوئے ہین خاک اُنکے استخوان
کچھ دنون مین خاک کا بھی ہم نپائینگے نشان

وا ے عبرت تھے کبھی ہم لوگ بھی اہل کمال ‏ علم مین بے مثل تھے اور فضل مین بھی بیمثال
تھے بلیغ و با فصاحت با مذاق و خوش مقال ‏ نیک سیرت نیک صورت نیک نام نازک خیال

ہم نے قربان کر دیا تھا مال و دولت علم پر
آ گئی تھی اُن دنون اپنی طبیعت علم پر

زور رکھتے تھے قلم کیطرح جسے تلوار مین ‏ سر عدو کا ہم اُڑا دیتے تھے پہلے وار مین
کرسی عزت تھی حاصل شاہ کے دربار مین ‏ تھین خدمتین انگریز کی سرکار مین

اپنے آنکھون پر بٹھایا سب نے ابرو کیطرح
سر چڑھایا سرورون نے ہمکو گیسو کیطرح

تھا حروف دور کیصورت جدا ہمسے نفاق ‏ کینہ و بغض و حسد تھے سب بالاے طاق
خون تھا اپنی رگون مین بھرا تھا اتفاق ‏ ذوق ہمدردی تھا جبتک خوب تھا اپنا مذاق

وقت پڑتا تھا اگر کوئی تو ہم سب ایک تھے
بات یہ تھی اُن دنون جو لوگ تھے سب نیک تھے

کبر و نخوت کا ہلی رشک و حسد پہلے نہ تھا ‏ ڈھونڈھنے سے بھی کہین ملتا نہ تھا انکا پتا
تھا نہ کچھ بھی پاس اپنے علم و دولت کے سوا ‏ برکتین ہمکو ملی تھین ہمسے راضی تھا خدا

با مروت با سخا ذی حوصلہ روشن خیال
ہم سہت تھے کبھی ہرگز نہ تھا اک سا حال

گھٹ گئی توقیر جتنی تھی جو نخوت بڑھ گئی ‏ کم ہوئی دولت ہماری اور نکبت بڑھ گئی
گھٹ گئی وہ آبرو جھوٹی مشیخت بڑھ گئی ‏ ساری سوائی شہر بھر کی بدولت بڑھ گئی

خوبیان رم کر گئین افسوس آہو کیطرح ‏ چشم عزت سے گرے ہم لوگ آنسو کیطرح

ہاتھ اٹھایا علم سے کی ہمنے غفلت اختیار | پڑھنے اب اسکول میں جانے لگے لودے چمار
گر نصیحت کیجیے ہوتا ہے ہمکو ناگوار | الغرض ہے کاہلی پر آجکل دارومدار

روٹیاں کھانیکو ملتی ہیں طبیعت سیر ہے
سوجھتا کچھ بھی نہیں ہمکو عجب اندھیر ہے

شہرت اسلاف پر ہے ناز بالکل ناروا | ہم کریں کچھ نام پیدا ہمکو ہمت دے خدا
جد و آبا تھے اگر سلطان ہم تو ہیں گدا | حال کے معنی جدا ہیں اور ماضی کے جدا

اہل عالم میں ہمیں ممتاز ہونا چاہیے
پھر خلف ہونے پہ اپنے ناز ہونا چاہیے

مدرسے میں ہم پڑھیں کیا ہے شعار اہل دین | علم انگریزی کے پڑھنے سے نہوں کافر کہیں
ہے ابھی تھوڑی سی باقی تاب ادائی میں | پیچ کھائیں گے اسے اسکول جانیکے نہیں

خوف بد کیواسطے حیلے ملیں گے بے حساب
الغرض ہم ہاتھ میں لینگے نہ چھونے سے کتاب

علم انگریزی تو یوں چھوٹا رہا اب علم دین | اسکو ہم کیونکر پڑھیں محنت کی عادت ہی نہیں
کاہلی نے کر دیا ہے یہ ہمارے دلنشین | بخشدیگا ہے بڑا غفار عالم آفرین

رہ گئے جیسے کہ تھے ہم بیچ دنیا چھوڑ کر
ہوگئے گمراہ راہ عقل سے منہ موڑ کر

کام چل سکتا نہیں اس سلطنت میں بیگمان | فرض ہے ہمپر کہ سیکھیں اپنے سلطان کی زبان
ہو اگر ہمت تو دینی ہے اسلام ابھی امتحان | ہاں مگر باقی رہیں اسلام کے ہم میں نشان

ہم جو انگریزی پڑھتے ہیں تو جاہ و ثروت کے لیئے
خالی عزت ہی نہیں دنیا میں دولت کیلئے

خیر اتنک جو ہوا اسکو سمجھ لیں ما مضیٰ | علم کے جانب ہوا مصروف ہوں بہر خدا

خواب غفلت سے اٹھیں دیکھیں کہ اب ہوتا ہے کیا ‏ ‏ ‏ کس طرف کی چل رہی ہے باغ عالم میں ہوا

جو شب عیش و طرب تھی گزر جانیکو ہے
جس نشے میں چور تھے اب وہ اتر جانیکو ہے

لیمپ روشن ہیں جہاں جلتے تھے مٹی کے چراغ ‏ ‏ ‏ کہربائی روشنی سے ماہ میں آیا ہے داغ
مغربی فیشن کے بنوائے گئے ہیں خانہ باغ ‏ ‏ ‏ اور ہی ہے بوئے گلشن اور ہیں اپنے دماغ

حکمراں ہیں قوم ان آنکھیں کھولکر دیکھو ذرا
ہاں سنبھالو اپنی حالت کو بس اب بہر خدا

اس زمانے میں شرافت ہے اسی سے بالیقین ‏ ‏ ‏ پڑھ کر انگریزی ہیں اجلاف سب گردن نشین
نوکری کی فکر میں ہم لوگ جاتے ہیں کہیں ‏ ‏ ‏ پوچھتے ہیں ہم سے انگریزی پڑھی ہے یا نہیں

مغربی تعلیم پر ہے آجکل دار و مدار
مشرقی تعلیم کا اب وہ نہیں عز و وقار

منصفی ہو شرط کہ عہدہ عام حالت ہو وہی ‏ ‏ ‏ مطمئن ہیں دل تمہارے اور فراغت ہے وہی
ہو وہی ثروت تمہاری اور دولت ہو وہی ‏ ‏ ‏ ہو وہی اگلی وجاہت اور عزت ہے وہی

وہ اگر خوش ہیں تو دس افلاس میں ہیں مبتلا
جنکو اب دو روٹیوں کا بھی نہیں ہے آسرا

جس سے دولت ہاتھ آئی تھی وہ جوہر ہے کہاں ‏ ‏ ‏ ہم تمہیں کچھ یاد دے سکتے ہو تم اسکا نشاں
ہے اگر دولت غریبوں پر ہے اب بھی مہربان ‏ ‏ ‏ کیا ہلا دیتی ہے دل سینے میں آہ بیکساں

جب وہ ہمدردی نہیں باقی مروت ہی نہیں
لاکھ دولت ہو تو کیا ہے جبکہ ہمت ہی نہیں

اپنے جلسوں کو اگر دیکھو تو ہے کچھ اور رنگ ‏ ‏ ‏ ہم مذاق ایسا کرینگے ہے نتیجہ جسکا جنگ
مجلس بکنے سے کہاں ہے عار ہمکو کب ہے ننگ ‏ ‏ ‏ ہیں نرالی خصلتیں اپنی نرالے اپنے ڈھنگ

علم کا ذکر آئے کیون لب ہین ہنسی کیواسطے
واہ ہم پیدا ہوئے ہین دل لگی کیواسطے

اب مناسب ہے کرین اخلاق کی اصلاح ہم
خاص اس مبحث پہ اک مضمون عمدہ ہو رقم
کام لین ہمت سے سب اس اوپر رکھین قدم
پر اثر الفاظ با معنی ہون سب زیب قلم

جسطرح سے ہو سکے اصلاح کے سامان ہین
مشکلین جتنی پڑی ہین آجکل آسان ہون

گھر مین بیٹھین تو نہ کھیلین گنجفہ شطرنج تاش
چھوڑ دین آپس کی ہین جتنی باتین دل خراش
بلکہ ہم ڈہونڈہین کتابین اچھی سی کرکے تلاش
ذکر ہو تو ذکر علمی فکر تو فکر معاش

وقت ہاتھ آئے اٹھائین فائدہ اس سے ضرور
رکھتے ہین اسپر عمل سب عاقلان ذی شعور

ہین کتب بینی کے دنیا مین فوائد بیشمار
ایک مضمون کو اگر تم دل سے دیکھو ایکبار
خود ہی کھلجائینگے تم اسکو کرو تو اختیار
اور پھر سوچو ذرا لکھتا ہے کیا نامہ نگار

لطف مضمون آئے تمکو غور سے گر کام لو
میرا ذمہ پھر جو اسکے چھوڑنے کا نام لو

کاہلی سے باز آؤ کاہلی اچھی نہین
یہ بری صحبت جو اپنی ہے کبھی اچھی نہین
ہے اگر بیکار تو وہ زندگی اچھی نہین
یہ ہنسی اچھی نہین یہ دلگی اچھی نہین

آئے ہین دنیا مین ہم کچھ نام کرنیکے لیے
گنبد گردان کے نیچے کام کرنیکے لیے

ہان اٹھو بیدار ہو جاؤ نہین سونیکا وقت
چھوڑ دو ہنسنا ہنسانا اب ہے پڑہنے کا وقت
ہان غنیمت جان لو اسکو نہین کھونے کا وقت
اب ہے اپنی پشیمانی سے منہ دہونے کا وقت

صبح ہوتی ہی چھپا جاتا ہے وہ بدر کمال
آن واحد مین ہوا جاتا ہی اب کچھ اور حال

علم ہے جوہر ہمارا اسکو کیون کھوتے ہین ہم
جہل کے جانب ہے کیون رجحان یہ کیا ہے ستم

کیون نہین کھٹکتا ہے ایسی چیز کے جانے کا غم
بیٹھے بیٹھے کیا ہوا ہمکو ابھی اچھے تھے ہم

شوق علمی ہو گیا کافور یہ کیا ہے غضب
کیون نہین کرتے ہین پیدا پھر اسے ہم سب کے سب

کیا خلف ہونے کی ہمکو آرزو باقی نہین
ہمکو عادت تھی حیا کی اب وہ خو باقی نہین

چادر غیرت مین کیا جائے رفو باقی نہین
کیا رگون مین اجداد ابھی وہ لہو باقی نہین

یاد سے جاتے رہے ہین کیا بزرگان کہن
شہرۂ آفاق تھا دنیا مین جنکا علم و فن

جا کے دیکھین مقبرین اپنے رہے ہین جو وہان
وہ چھپے ہین قبر مین اور فضل انکا ہے عیان

اپنی عبرت کے لیے کافی ہین انکے استخوان
اور ہے بالین پہ انکے علم انکا نوحہ خوان

علم کو حاصل کرین اور ویسے ہی ہو جائین ہم
غرق ہون تحصیل مین ایسے کہ بس کھو جائین ہم

علم ہے سرمایۂ فخر و شرف جاہ و وقار
مال و زر سب علم کی تحصیل پر کر دین نثار

علم سے ہم تھے معزز علم تھا عز تبار
زر نہو تو جان و دل آرام و آسائش قرار

تا رود عہد خزان آید بہار باغ ما
گل بخندد نغمہ پیرا ید ہزار باغ ما

خواب عبرت

نظم ذیل محمڈن ایجوکیشنل کانگرس کے اجلاس چہارم منعقدہ ماہ دسمبر ۱۸۸۹ء مین بمقام اسٹریچی ہال واقعہ بورڈنگ ہاوس ام - اے - او کالج علیگڈھ پڑھی گئی تھی جس شب کو پڑھی گئی وہ شب ماہ تھی - اور بہ اجازت آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی - ایل ایل ڈی سکریٹری کانفرنس اس مجموعہ مین شامل کی گئی

چاندنی رات تھی کل پیرِ فلک کے یہان
کہ سرِ شام سے تھا صبحِ منور کا گمان

سطحِ غبرا پہ تھا اسطرح پڑا عکسِ قمر
صاف دھوئی ہوئی جسطرح بچھی ہو چادر

عالمِ نور وہ ہر شے پہ نظر آتا تھا
جلوۂ تابشِ خورشید کو شرماتا تھا

چرخ پہ عقدِ ثریا کی نمایان تھی بہار
جسطرح گردشِ مہوش مین جڑاؤ کوئی ہار

منتشر چرخ پہ ہر ایک طرف تھے اختر
جسطرح ہار کے ٹوٹے ہوئے موتی اکثر

کہکشان اور ستارونکا عجب تھا نقشا
نیلی مخمل پہ بنا کام تھا زردوزی کا

قابلِ سیر تھا دریا شبِ مہتاب مین کل
خانۂ آب تھا پرتاب کہ تھا شیش محل

آبِ دریا تھا شبِ ماہ مین یون موج فگن
چہرۂ حور پہ جسطرح سے زلفون کی شکن

چاندنی رات سے پیدا تھی مزے کی خنکی
اور دلہن کیطرح آہستہ ہوا چلتی تھی

دیر تک مین نے یہ قدرت کا تماشا دیکھا
صنعتِ صانعِ معبود کا نقشا دیکھا

چاندنی دیکھکے اسطرح کی فرحت پائی
دیکھتے دیکھتے آنکھون مین مرے نیند آئی

خواب مین کہہ نہین سکتا مگر اک غفلت تھی
خواب اصلی نہین نقلی کی سی کیفیت تھی

سرزمین ایک نظر آئی نہایت آباد
پر فضا روح فزا دلکش و دلچسپ سواد

وہ عمارت نظر آئی تھی وہ قصر و ایوان
منفعل جنکی بلندی سے سپہر گردان

خانقاہین تھین مساجد تھی کہین دار علوم
حق پرستون کا رہا کرتا تھا ہر وقت ہجوم

اللہ اللہ وہ ذکرِ احدی وردِ زبان
دیکھکر شغل کو تھے جن و ملایک حیران

انکی تسبیح کا ہوتا تھا فلک پہ چرچا
انکی توصیف مین ہوتے تھے ملایک گویا

خانۂ حق کی سجاوٹ کا کرون کیا مین بیان
خامہ معذور ہے تحریر سے قاصر ہے زبان

سرو قد تھے وہ اقامت مین ستون یا مینار
جسطرح آکے جماعت مین کھڑے ہون دیندار

طاعتِ ایزدِ باری مین جھکی تھی محراب
پر وہ سجدے کیلئے گرتے تھے ہوکر بیتاب

در و دیوار سے تھا نورِ الہی کا ظہور
تھا لبِ فرش مساجد پہ خدا کا مذکور

خطبہ و وعظ کا ہوتا تھا جو پیہم چرچا
فخر سے عرش معلے پہ سر منبر تھا

مدرسون مین تھی وہان کثرت تعلیم علوم
طلبہ کا ہی رہا کرتا تھا ہر وقت ہجوم

فلسفہ منطق و انشا و ریاضی حکمت
تھی معانی و احادیث کی کیا کیا کثرت

فقہ مین اور عقاید مین تھا ہر اک کامل
انھین چرچون مین بہلتا تھا وہان ہر اک کا دل

جتنے اُس شہر مین رہتے تھے بہت تھے خوشحال
جانتے ہی نہ تھے کہتے ہین کسے رنج و ملال

نیک تھے اُنکے خیالات چلن اچھا تھا
برکتین اُنکی تھین راضی تھا بہت اُنسے خدا

حضرت سرور عالم کی شریعت جاری
ظالم و فاسق و فاجر پہ تھی ہیبت طاری

بے غرض منصف و عادل تھے وہان کے قاضی
فیصلے وہ کہ فریقین تھے جن سے راضی

چوڑے چوڑے بنے اُس شہر مین بازار تمام
جہان بکتے تھے تجارت کے سب اجناس مدام

بیچنے والے تھے ایمان پہ اپنے محکم
لینے والے تھے مسلمان بڑے نیک شیم

اچھی نیت کا یہ پھل تھا کہ ہمیشہ دولت
گنج قارون کی کہانی تھی اُنھین کیفیت

کارخانے تھے وہان صنعت و حرفت کے تمام
کام ایسا تھا کہ دنیا نے نہ دیکھا ہو وہ کام

دستکاری تھی زمانے مین اُنکی روشن
دیکھکر دنگ تھے سب اہل فرانس و لندن

نزہت افزا و طرب خیز وہان کے سب باغ
تر و تازہ ہو جسمین دیکھکے عالم کا دماغ

بوے گلشن تھی کہ جلتی تھے وہان عنبر و عود
جیب آتی تھی پڑھتی ہوئی آتی تھی درود

روز رہتی تھی جوانان چمن مین اک عید
جنبش برگ سے آتی تھی صداے توحید

جھومتے تھے مئے وحدت کو پئے سب اشجار
ڈالیان جھکتی تھین سجدے کو زمین پر ہر بار

پھل تھے سب اپنی عقیدت مین نہایت پختہ
دیکھکر جنکو ہون سب اہل عقیدت پختہ

لب جو سبزے کے سونے کا عجب تھا انداز
سو گئے جیسے تھے پا کر کے وضو پڑھتے نماز

پتے پتے سے تھا نیرنگی قدرت کا ظہور
آتش گل سے عیان ہوتے تھے وان جلوۂ طور

صحن گلشن مین بپا شور جوانان چمن
گا رہے تھے عجب انداز سے مرغان چمن

بادۂ عیش سے لبریز تھا لالہ کا ایاغ
نشہ ایسا تھا کہ ہر ایک کا مختل تھا دماغ

دفعتاً آنکھ سے غائب ہوئی وہ باغ و بہار
خواب نوشین سے ہوئی مردم دیدہ بیدار

خانقاہیں نظر آئیں نہ وہ مسجد نہ وہ باغ
نہ وہ غنچہ نہ وہ گل اور نہ وہ لالہ کا ایاغ

نہ مسلمانوں کی دولت نہ وہ ثروت نہ علوم
نہ وہ اسکول نہ وہ درس نہ لڑکوں کا ہجوم

نام اسلام کا باقی ہے کہاں اب اسلام
اور وہ نام بھی افسوس ہوا ہے بدنام

جاہ و اقبال گیا رہ گئی نکبت باقی
عیش و عشرت کی جگہ حسرت و عسرت باقی

بیکسی رہتی ہے رہتے تھے جہاں شاہ جہان
ہو کے میدان ہوئے ہائے وہ قصر و ایوان

مل گئی خاک میں وہ عظمت و ثروت بالکل
ہو گئی شمع شبستان جہان بانی گل

تخت سلطان تھا جہاں خاک کا انبار ہے وہاں
اب تو ڈھونڈھے سے بھی ملتا نہیں شاہی کا نشان

چرخ نے ظلم کیا رنگ یہ لائی تقدیر
مانگنے بھیک لگے جو تھے زمانے میں امیر

دانہ دانہ کو ہوئی قوم ہماری محتاج
لیکن افسوس ابھی ہے وہی شاہانہ مزاج

نہیں جاتی ہے امیری کی ابھی بو وہی
ہے وہی طرز وہی رنگ ابھی خو ہے وہی

باز اسراف سے آئے نہ اگر قرض ملے
گنج قارون بھی کرے صرف جو بانوں ملے

ناچ گانے میں ابھی لاکھ کا گھر خاک کرے
کچھ پس و پیش نہ ہو حیف نہ کچھ باک کرے

اور افسوس یہ اس پر ہے کہ غفلت ہے وہی
طلب علم و کمالات سے نفرت ہے وہی

ہو گیا علم مسلمانوں سے بالکل معدوم
معنی علم جو پوچھو تو نہوں گے معلوم

اپنے ہاتھوں سے مٹے آپ حماقت دیکھو
اور اب تک ہے ہماری وہی غفلت دیکھو

ہائے ہمت وہ کہاں ہے وہ حمیت ہے کہاں
جوش زن کیوں نہیں ہوتی ہے وہ غیرت ہے کہاں

ہے ابھی خیر خبردار سنبھل جا اے قوم
پیچھے رہنا تو نہیں خوب نکل جا اے قوم

شکر کر قوم کہ سید سے ہے تیرا پشت و پناہ
پیر با دانش و تدبیر حقیقت آگاہ

جس نے لی سارے زمانے کی برائی سر پر
بھیک بھی مانگی ترے واسطے جس نے در در

سچے دل سے ترا ہمدرد ترا خیر طلب　　جسکو ہے تیری ترقی سے ہمیشہ مطلب

ناخدا ہی تیری کشتی کا وہی ہی ملاح　　ایسے طوفان مین دیتا ہی تجھے نیک صلاح

تجھکو تدبیر بتاتا ہو ذرا چل اس پہ　　صاف کھل جائیگا ای قوم تجھے نفع و ضرر

زر تو کچھ مال نہین جان مٹانے والا　　خود بگڑ کر تجھے اے قوم بنانے والا

خاک ذلت سے اٹھائے تجھے بالا کر دے　　تجھ مین کھوئی ہوئی جو بات ہی پیدا کر دے

اسکی تقریر نے اک دھوم مچا دی ہر سو　　اسکی تحریر ہوئی اپنے اثر مین جادو

نور سے اسکے منور ہین یہ دیوار یہ در　　یہ چمکتے نظر آتے ہین اسی کے جوہر

اسکی تحریک سے پنجاب کو جوش آیا ہے　　اسکی تحریک سے بیہوشون کو ہوش آیا ہے

جسنے غفلت کو سلایا ہے یہ وہ سید ہے　　جسنے سوتون کو جگایا ہی یہ وہ سید ہے

تیرے ہی واسطے دلی سا وطن چھوڑا ہے　　تیری ہی فکر مین بلبل نے چمن چھوڑا ہے

گر کوئی غم ہے زمانے مین اسے غم ہے ترا　　اسکے گھر مین کوئی ماتم ہو وہ ماتم ہے ترا

تیرے ہی غم مین ہوا پیر ہوئے بال سفید　　زندہ رکھتی ہے اسے تیری ترقی کی امید

شرم رکھ اسکی بڑھاپے کی خبردار ہو اب　　دیکھ کیا وقت ہے کیا حال ہے ہشیار ہو اب

طلب علم مین سستی نہ کر ای قوم تباہ　　جادۂ علم سے ای قوم نہ ہو اب گمراہ

پھر وہی اپنا زمانے مین بجا دے ڈنکا　　پھر اسی طرح سے دم بھرنے لگین سب تیرا

علم ہی سے تری عزت ہی تری عظمت ہی　　علم کے کسب پہ موقوف تری ثروت ہے

باغ عالم مین بندھے پھر تری گلی سی ہوا　　یہ ہوا خواہون کی اللہ سے رہتی ہی دعا

تیرے نکہت تیری عسرت ہو جہان کا فور　　تیرے چہرے پہ چمکنے لگے اقبال کا نور

آب رفتہ سوئے جو باز بیاید اے قوم
نزہت تازہ بجو رو بنماید اے قوم

دلپذیر

گیا وہ جاڑے کا سرد موسم — ہوا مین سردی رہی ہے کم کم
سحر کو ہوتی ہے تھوڑی سردی — کچھ اور زاید ہوئی جو بدلی
کرن جو خورشید کی تھی تہ بھی — ہوئی ہے سیدھی جو فصل بدلی
جو فصل بدلی بہار آئی — بہار آئی ہزار آئی
ہزار آئی تو چہچہائی — گلون کی خاطر سے خوب گائی
جو خوب گائی تو لطف آیا — ہزار نے اک سمان دکھایا
عجب سمان تھا عجب مزا تھا — چمن مین شمشاد چپ کھڑا تھا
تھما تھما نہرون مین صاف پانی — نہ کی ہوئی اُسکی تھی روانی
ہر ایک تھا دم بخود سراسر — وہ سرو آزاد وہ صنوبر
ہر ایک خاموش سن رہا تھا — ہزار کا نور کا گلا تھا
مگر نسیم سحر کے جھونکے — ہر ایک جانب سے آرہے تھے
نسیم مستانہ چل رہی تھی — گلون سے خوشبو نکل رہی تھی
کہ اتنے مین یہ صدائین آئین — وہ آسمان پہ گھٹائین چھائین
نظر اُٹھائی تو ہمنے دیکھا — فلک پہ تنبیک ہے ابر چھایا
فلک پہ گھنگھور ہین گھٹائین — نہین یہ بیوقت کی صدائین
فلک پہ آئے ضرور بادل — نشاط لائے سرور بادل
ہوئی مرے دل مین گدگدی سی — ہوئی یہان تک اُسے ترقی
کہ ہوکے بیتاب توبہ توڑی — وہ پارسائی سب اپنی چھوڑی
رہا نہ کچھ کام اتقا سے — بلایا ساقی کو التجا سے

یہ نظم ہولی کے دوسرے دن ١٥ شعبان ١٣٠٨ھ کو لکھی گئی اور سوز اخبار مہذب مین نکلی تھی

صبا کو بھیجا کہ لے کے آئے | اُسے مِرا دردِ دل سنائے
کرے ہمارا مذاق ظاہر | کرے بہت اشتیاق ظاہر
جو کچھ وہ مانگے تو دے زرِ گل | کہے یہ پھر جو وہ لے زرِ گل
کہ اب ذرا ہو کرم تمھارا | نہیں ہے فرقت اُنھیں گوارا
اُٹھاؤ ساغر اُٹھو چلو تم | قسم ہے گر راہ میں رُکو تم
یہ کہکے بادِ صبا کو بھیجا | ہوا ہمیں انتظار اُسکا
بڑی بلا انتظار تھا وہ | فشار کنج مزار تھا وہ
غرض صبا یہ پیام لائی | بُری خبر یہ مجھے سنائی
نہیں ملا میکدے میں ساقی | نہیں وہاں اب شراب باقی
گیا ہے ساقی کسی کے گھر پہ | شراب جو کچھ تھی ساتھ لیکر
اُڑے ہیں میرے ہوش بے سبب | رہا نہ سیرِ چمن سے مطلب
ہوا مجھے اضطراب ایسا | اوٹھا وہیں میں چمن سے نکلا
چمن سے میں سوے شہر آیا | کسی نے مژدہ مجھے سنایا
کہ فصل ہولی کی آگئی ہے | کمائی لالہ کی کھا گئی ہے
جو میں نے پوچھا کہ کون لالہ | نکل گیا کسکا ہے دوالہ
کمائی ہولی نے کھائی کسکی | بتاؤ کس نے منائی ہولی
ملا مجھے یہ جواب شافی | وہاں چلو بس یہی ہے کافی
خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو تم | کہاں ہے جلسہ کہاں ترنم
کہاں ہیں عیش و طرب کے چرچے | کہاں ہیں بنت العنب کے جلسے
وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا | کہ اک جگہ ہو رہا ہے مجرا
غضب کی تانیں اُڑا رہے ہیں | ستار ہے ہیں لٹا رہے ہیں

بہت سے لالہ ہین جلوہ افگن — کھلا ہے گل لالہ مثل گلشن
عبیر منھ پر کبیر لب پر — گلال سے سرخ فرش و بستر
لباس رنگین ہے زینت تن — برستا بڑھون پہ بھی ہے جوبن
نشہ مین لالہ بھڑک رہے ہین — برا بھلا منھ سے بک رہے ہین
سوار بنت العنب ہے سر پر — دماغ کے ساتھ دور ساغر
شراب کا رنگ گال پر ہے — یہ اور طرہ گلال پر ہے
غرض جو دیکھا یہ رنگ محفل — اٹھا مین جلسہ سے ہو کے بددل
اٹھا تو نفرت کے ساتھ اٹھا — بڑی کدورت کے ساتھ اٹھا
بچائی عزت شرابیون سے — نکل کے آیا خرابیون سے
اٹھا تو لاحول پڑھ کے اٹھا — ملی گلی سے پھر آ کے تو با
ہوئی ہم آغوش پارسائی — غزل یہ اسنے مجھے سنائی

ڈرو خدا کے عذاب سے تم
شراب خانہ خراب سے تم
شراب خانہ کی راہ لی ہے
پھرے ہو راہ صواب سے تم
نہین ہے کچھ شک کہ بھاگتے ہین
عذاب سے ہم ثواب سے تم
نہ سر اٹھاؤ شراب پیکر
بہت ہی کم ہو حباب سے تم
پیو نہ برف اور نہ یہ برانڈی
جلو گے اپنے سرد آب سے تم

یہ مے کا ساغر غضب کی شے ہے
جلو گے اس آفتاب سے تم
وہ دیکھو آتے ہین کین صاحب
ڈرو اب اُنکے عتاب سے تم

سُنے جو اشعار ناصحانہ
کیا وہین عہد ہمنے دل سے
شرابیون سے خدا بچائے
حرام سمجھے خراب سمجھے
زمانہ تہذیب کا اب آیا
کبیر گانا بس اب تو چھوڑو
زمانہ کچھ اور کہہ رہا ہے
اگر نہ تہذیب ہو کسی مین
ڈرو ڈرو اُس سے بھاگو بھاگو

یہ پند یہ وعظ مشفقانہ
کبھی نجائین گے پاس اسکے
شراب کے پاس بھی نجائے
اسے خدا کا عذاب سمجھے
گلال کیسا عبیر کیسا
یہ دھول دھڑا نا بس اب تو چھوڑو
سنو سنو واہ کیا صدا ہے
ہون جو اخلاق آدمی ہین
کبھی بٹھاؤ نہ پاس اسکو

دردمند

مرجع تھی قوم تو کبھی سارے جہان کی
خیر الامم خطاب خدا نے تجھے دیا
تھا پاس آبرو تجھے عزت کا تھا خیال
تھے عزم استوار ترے ایک دل تھی تو

آتی تھی تیرے پاس خبر آسمان کی
بخشی تھیں خوبیان تجھے سارے جہان کی
اک وقت مین تھی تو بھی بڑی آن بان کی
تیری ہی کون قوم تھی سچی زبان کی

اس رنگ مین یہ پہلی نظم ہے جو جون ۱۸۸۹ء مین بہ مقام بھیکن پور ضلع علیگڈھ لکھی گئی - اور [illegible] گزٹ لاہور ملک پنجاب مین شائع ہوئی تھی -

بجلی کی طرح تیغ چمکتی تھی ہر طرف
دہشت سے بند ہوتی تھیں آنکھیں جہان کی
عظمت ہر ایک قوم کے دل میں تھی بیگمان
کس درجہ دھوم تھی تری عزت کی شان کی
ہر سرزمین پہ تیرے علم کے قدم گئے
اب بھی نشانیاں ہیں وہاں ہر نشان کی
افریقہ اور ایشیا ملک فرنگ بھی
شاہد ہیں تیری گذری ہوئی سلطنت شان کی
ہے کل کی بات یاد ہیں ساری کہانیاں
بھولی نہیں زمین ہے ہندوستان کی

ہاں کھول آنکھ دیکھ کہاں ہے وہ عز و جاہ
اڑتی ہے خاک ہے تیری حالت بہت تباہ

اے قوم تیری اگلی وجاہت کدھر گئی
وہ شان سروری وہ جلالت کدھر گئی
وہ نور کیا ہوا جو چمکتا جبین پہ تھا
وہ دل سے تیری گرمی طاعت کدھر گئی
وہ جوش خون رگوں میں جو ہوتا تھا کیا ہوا
غیرت کہاں گئی وہ حمیت کدھر گئی
ہے کس طرف چمکتی ہوئی تیغ بے نیام
سہانی والی وہ تیری صولت کدھر گئی
کھویا کہاں ہے تو نے تمدن بتا مجھے
اے قوم تیری اگلی سیاست کدھر گئی
کس خاک میں ہے دولت عباسیہ نہاں
دیکھا ہے تو نے انکی خلافت کدھر گئی
وہ کیا ہوئے علوم ریاضی و فلسفہ
منطق کہاں ہے وہ تیری حکمت کدھر گئی
کچھ یاد ہے کہ علم ادب تجھ میں تھا کبھی
تیری زبان ہے اسکی فصاحت کدھر گئی
تحصیل علم کی ہیں وہ سرگرمیاں کہاں
وہ ذہن کیا ہوا تیری جودت کدھر گئی

دن ڈھل گیا ہے سر پہ تیری وقت شام ہے
باقی تو کچھ نہیں فقط اللہ کا نام ہے

ہاں جلد ہوشیار بہت وقت تنگ ہے
ہاں قوم دیکھ اور زمانے کا رنگ ہے
خود اپنی روشنی میں چمکتی ہے دیکھ تو
سر پہ جو حکمران ترے قوم فرنگ ہے
کسب کمال فرض سمجھتی ہے وہ جسے
صنعت سے کچھ ہے عار نہ حرفت سے ننگ

کرتی ہیں کیسی کیسی جہان میں ترقیان — وہ قوم جو کہ معتقد آب گنگ ہے
بڑھ جائے کیون نہ تجھسے تعجب ہمیں کیا — ہمت میں گرمیان ہیں تو دلمیں امنگ ہی
سب کی نظر میں قوم ہوئی تو ذلیل خفیف — قومون کو تیرے ملنے سے کسدرجہ ننگ ہی
دولت نہ علم کی ہی نہ ہی تیرے پاس زر — جاہل ہی ہائے قوم ترا حال تنگ ہی
دنیا سے ہے نرالی روش تیری آجکل — تیرا عجیب طور عجب تیرا ڈھنگ ہی
غیرت تو تجھکو بھولے سے آتی نہیں کبھی — آتی بھی ہے تو نشہ کی تجھکو ترنگ ہی

دانستہ تو چلی گئی منھ میں نہنگ کے
چھینٹون میں قوم آگئی تو آب گنگ کے

ای قوم اب بھی جبرہ غفلت سے باز آ — خود رائی اپنی چھوڑ حماقت سے باز آ
پڑھ تو علوم مغربی و دینیات بھی — للہ ابتو اپنی سفاہت سے باز آ
ہان دیکھ کیا روش ہے زمانہ کی بالعموم — انگریزی علم پڑھنے کی نفرت سے باز آ
دنیا مین رہ کے کام بھی دنیا کے فرض ہین — کہتے نہین ہین ہم کہ عبادت سے باز آ
ہمدرد کیا پکار کے کہتے ہین سن ذرا — للہ آنکھین کھولدے غفلت سے باز آ
اخلاق جو خراب کرین اور کرین تباہ — للہ قوم ایسون کی صحبت سے باز آ
اسلام[1] پاک مین ہی برادر ہر ایک شخص — ای قوم دیکھ عجب ہے نخوت سے باز آ
لازم ہے تجھپہ قوم رہ راستی نہ چھوڑ — بیجا تعصبات عداوت سے باز آ
اسراف ناروا ہے نہ کر مال و زر تباہ — کر صرف خوب پڑھنے مین خست سے باز آ

تحصیل علم فضل و ہنر فرض جان لو
جو بات تجھسے کہتے ہین اے قوم مان تو

کتنا جگایا قوم ہے غفلت تیری وہی — نکبت ہی تجھپہ ویسی ہی حالت تیری وہی

[1] اشارہ بجانب کل مومن اخوۃ

دیکھو یہ نیلوفر نگین ہے دیہات مین ہار تازے تازے اول تو سادگی قیامت	نیلم کا انگوٹھی پہ نگین ہے شوقین گلے مین ہین پہنتے اور سبز یہ ہار اور آفت	کہتے ہین اسکو کنول بیلی ہوتے ہین زیب حسن یارو پہنے تو ہوا دوبالا جوبن	سیتے ہین اسکے ہار بیدھی ہو جاتا ہے حسن کچھ زیادہ سادی تصویر پہ ہے روغن
برسی ہین خوب کھل کے بادل نالی جاری ہین گئی ہے جھیل سارس مین گرد جاتا ہے بگلے ہے ابر سیہ فلک پہ چھایا سرخی نارنگی اور سفیدی مینڈکنے شور غل مچایا ہے اسمین کنول کا خوشنما پھول	دیکھو بنت گئے ہین جل تھل سیراب ہے نشیب ابا سیل پانی کے قریب اڑ کے بیٹھے آتا ہے نظر عجب تماشا خشکی ہے شفق کی اور تری کی جھینگر بولے کہ پانی برسا ہے آنکھ کھلی کہ ہے لہلہا پھول	پیڑوں پہ پڑا جو مینہ کا چھینٹا خوش ہین مینا کے سب مویشی خوش ہوتی ہین بطین پکڑ کر آب بگلونکی قطار رنگ سرخاب برسات کی دیکھئے کرامات پانی سے بھرا ہوا ہے تالاب پانی سے دھلا ہے شجر بن	پی پی کرنے لگا پپیہا تالاب مین جا کے بھینس بیٹھی گرداب کے رقص مین ہے بیتاب کرتا ہے اہل دل کو بیتاب کیسی یکجا ہوئے ہین اوقات پایا ہے عاشق کی چشم پر آب فرحت افزا ہے سب شجر بن
	جنبش ہے برگ شجر کی ہوا سے	دلکش کوئل کی پیاری آواز	
کھیتونکی مین جنت کی گھڑی بیٹھے جاتے تھے سبھی تھک کر بیلون نے اپنے سر اٹھائے گویا کہتے ہین چپکے چپکے دہقان کا باغ باغ ہے دل غلہ برسا کر ابر باران چھینٹا پانی کا کیا پڑا ہے بوئے اللہ کا نام لیکر بویا ہے تل ماش ارد دھان	برسا ہے مینہ خوب پانی آئی ہے کسانکو بھی چمک پانی مین خوب ہی نہائی ہے ابر کرم پہ جان صدقے ہو ضبط خوشی بہت ہے مشکل پانی ہے زندگی کا سامان کھیتون مین بس گیا ہے کھیتون مین جوار مونگ ارہر بو کر کہنے لگا یہ دہقان	پہلے تھا بہت گرم موسم برسا پانی ہوئی ہوا سرد ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہین کہا بین ہر موسم تم شور زمانے پھر آئی گئی ہوئی جوانی ہر قطرہ آب مثل گوہر لائے دہقان ہین بسا کا ساون چھوٹی جوار تلی تھا فصل خریف کا جو غلہ	گرمی سے قلبہ ران تہا بیدم بیلون کی جگہ بیٹھی ہی گرد آنکھین سو فلک اٹھائین "گویم از شکر داستانے" سوکھے دھانون پڑی ہی پانی گوہر سے ہزار درجہ بڑھکر گیلی مٹی مین ہل چلایا لوکی بھی بھٹا اور اردی "پانی پاتی ہی جینے بویا"

دانے خفتہ ہیں سب شجر ہیں ہان
دے ابر کرم ذرا اسے ساتھ

جتنی ہوں پیڑ بار ور ہوں
بوٹی کی شرم ہو تیرے ہاتھ

برسے موقع سے ابر باران
غلے سے کھیت سارا بھر دے

اللہ ہی کھیت کا نگہبان
دہقان کو تو نہال کر دے

برسات کی رات ہے اندھیری
کیسی یہ بھیانک سی ہے شب
آ کر یہیں کون چھپ گیا ہے
چھائی ہیں گھٹائیں کالی کالی
بکھرے بالوں میں روئے انور
ہے وصل کی شب نہیں اندھیری
شکوے ہوتی تھی اور کسی کی بات
دونوں میں ہوئی کچھ ایسی کھٹ پٹ
غصہ دل کی تھی وہیں باقی
دونوں تھے نیند کے جو ماتے
گھبرا کے وہ آنکھیں ملتے اٹھے
ڈر کر بار بار چپٹے

بجلی چھپائی ہوئی ہے کیسی
کالی کلمٹہ والی ہے شب
ہے جو چھپ گیا یہیں پہ کیا ہے
جگنو ہیں سنہری دنی کی
چھپائی ہے گھٹا میں پھر تو
ہے وصل کی پر وہ اربیلی
باتوں باتوں میں بڑھ گئی بات
جیسے پیر انہوں نے بدلی کروٹ
کورے سے تھے جام اور صراحی
بادل نے جگایا تب وہ جاگے
عاشق کا دل سلگتے اٹھے
ہو کر بے اختیار چپٹے

چمکتا آتا ہے کیا اندھیرا
اب مجھ کو سوجھتا نہیں ہاتھ
آتے ہیں نظر ہوا میں جگنو
لیلیٰ نے چھپائیں ہیں افشان
ہے آج کسی کی وصل کی شب
ہے وصل کا منتظر نہیں ہم
باہم پیدا ہوئی کدورت
بالکل بجھی تھی اب چال موقوف
آیا تھا دور میں نہ ساغر
عاشق کو حواس تھے کچھ نہ ہوش
بجلی سے ڈری نہ تاب لائی
کیسا ہے یہ صلح جو یہ موسم

لیگا رہے زمین کا بوسا
اور یہ نہیں کہ کون ہے ساتھ
چھپا کے ہیں گھٹا میں جگنو
یا آگ شرر ہے شعلہ افشان
لیکن نکلا نہیں ہے مطلب
عاشق ہے نامراد و ناکام
ہے اور ہو رہی کچھ اور صورت
جتنی تھی مچی ادا وہ قال موقوف
غم بیا ہی ہے غم کا جوش کھا کر
رنجش معشوق کو فراموش
کی آپ سے آپ پھر صفائی
دونوں کو ملا دیا ہے باہم

دیکھو نا شیر ابر باران
پانی کے پڑتے ہی ہیں سے

پروانے چراغ پر ہیں قربان
نکلے ہیں طرح طرح کے کیڑے

پانی سے لگی ہے دل میں آگ
ہے جوش نمو کا حد سے بڑھ کر

گرتے ہیں شمع پر وہ پھر لاگ
نکلے ہیں جھینگر بھی پر

پانی میں گیا جو پانی بیکے
گھبرا گھبرا کے سانپ نکلے

بارش میں ہرا ہے ہو بن کیسے!
سبز رنگ ابر نے وطیہا سے

سارے جنگل ہمالیہ کے
سوکھی لکڑی میں بھی ہیں کونپل آئے

ہوتی ہے دیکھ کر نظر سیر
رنگین چمن ہے دامن کوہ

پہاڑی جھنکار سب ہیں سرسبز
چوٹی کی دلہن ہے دامن کوہ

انکی ہین بالا کا جوبن	جنگل یہ قدرتی ہے گلشن	اس باغ کی ہے عجیب ترکیب	موزون ہے نشست اور ترتیب
چوٹی کے سامنے بڑا پیڑ	جہاڑی کے پاس سال کا پیڑ	خالی ہو زمین یا شجر ہین	ہین چار پاد ترو دن ابہرتا
پہولون سے بہرا لدا اکہڑا ہے	کچھ انکی بہار ہی جدا ہے	نازک نازک ہین گپ اشجار	دلمین چبہتی ہین مثل خار
کالی بادل پہاڑ ہوتے ہین	ملتے جاتے ہین نیچے ہوکے	سبزے مین سیاہ ابر کا رنگ	عمدہ کا ہی ہے خوشنما رنگ
لیتی ہین گہٹائین جسکہڑی جہو	لیتی ہین پہاڑیان انہین روک	گرنے دیتی نہین زمین تک	پانی گرتا ہے اپنے تہم کر
جتنی گرمی تہی پتہرون مین	محسوس نہین مہر کی شعاعین	نکلین ہین بنکے سب بخارات	پانی سے ہین جو جا کی سوغات
بادل ہین جو چیر گر چکے	یا ہاتھی جنگہاڑ تے ہین بن کے	آتے ہین نظر غزال صحرا	کیا پوچھنا انکی شوخیونکا
جہیل بالا ہین دکھیا ہین	کیا چوکڑی بہرتے جا رہے ہین	جہیمون سے کبھی گزر رہے ہین	تھک کر ہری دوب چر رہے ہین
دیکہو کیا ہے حسین منظر	جس سے لگتی ہے چوٹ دل پر	ٹہنڈی ٹہنڈی سی بس ہوا ہین	کالی گھنگور یہ گھٹائین
جنگل یہ پہاڑیان یہ کہسار	پہولون سے لدے ہوئی یہ اشجار	یہ برق یہ ابر اور یہ برسات	بلکہ نیچر کے ہین کرامات
میلا گندلا ہے ندی کا پانی	بہتا ہے تیز ہے روانی	تنکے لکڑی بہی رہی خاشاک	گیلی مٹی جو بہی تہی خاک
رستے کی چیزین یہ قصہ کوتاہ	بہتی جاتی ہین اسکی ہمراہ	پانی جاتا ہے کہان کی چل کر	دریا کیطرف لگا کے چکر
اسکی رفتار ٹیڑہی ٹیڑہی	دیکہو بالکل ہے سانپ کی سی	آیا ہے گہاس مین جو بہتا	بیٹھک کہ سمجہو کہ سانپ آیا
لہرین لیتا ہے آب دریا	یا جیسے بچھین ہو ماہ سیما	پانی مین تیر رہی ہین تیراک	جل ہانک کے کہیلتے ہین بیباک
تیراکی سیکہا رہے ہین استاد	ہاتہ اونکے بتا رہے ہین استاد	اونچے سے کود تے ہین لڑکے	غوطے لگا رہے ہین غوطے
غوطے کہا کر نکل رہے ہین	چہینٹے آپسمین چل رہے ہین	پانی کوئی اوچہالتا ہے	جہاد سے پیکے ڈالتا ہے
ہنس بول رہے ہین ہین دلشاد	سب لڑکے ہین قید غم سے آزاد	ہوتی ہے دوڑ کشتیونکی	ہے شرط بدی ہوئی بازی
دریا مین کہین ہی ہے مچھلی	پانی سے کہیلتی ہے مچھلی	مچھلی کا شکار ہو رہا ہے	بنسی ہے کہین جال ہی پڑا ہے
	دریا پر ہے ہجوم خلقت	سب کو ہی انبساط و فرحت	
دریا مین آ گیا ہے طوفان	سب لوگ ہین گانؤنکی پریشان	ہین سارے مکان نذر سیلاب	بہتا جاتا ہے گہر کا اسباب
پانی مین بہہ رہے ہین لٹھے	بہتے لکڑی کی چہوٹی ٹکڑے	بہتی جاتے ہین دیکہو چہپر	بیٹھے ہین لوگ انکے اوپر

دیتی ہیں پتنگیں طلعت
آتی ہیں جب ہوا کے جھونکے
جھولیں کہ دوپٹے کو سنبھالیں
ساون گاتی ہیں کیا خوش آواز
صحن گلشن میں ہے بچھا فرش
جلسہ میں ہے اتفاق کا رنگ
برساتکا بدرا ہے پانی

ہر جسم کا جھونک تہ قیامت
کرتے ہیں غضب صبا کے جھونکے
گاتے ہیں پہ بار بار ڈالین
گاتی ہیں ہیں مستی کی انداز
دھانی شال گھانس کا فرش
اک لطف کا اک مذاق کا رنگ
جھالی گئی برف میں ہی جی

جھکنا پھر تنکو پینگ دینا
ہر بار اوڑاتی ہیں دوپٹا
ہوتی ہیں خفیف اور محجوب
یہ فصل ہے رنگ و بو سے گانا
بازی کی جمی ہوئی ہے صحبت
شوقین ستار چھیڑتے ہیں
پکتے ہیں طرح طرح کے پکوان

اس طرز ادا سے جان لینا
کرتی ہیں حیا کا فاش پردا
یہ بھی ہے چھیڑ چھاڑ کیا خوب
بنتا ہے سوئے ہیں سے ناگا
چلتا ہے دور جام عشرت
گاتی ہیں ملار چھیڑتی ہیں
احباب ہیں میزبان و مہمان

جلسے میں طنین ہے خوشی ہے
گانا ہی ہنسی ہے دل لگی ہے

کہتا ہے کہ ایک اس شاعر
ہے مست شعر جوان طناز
کیا پھول کھلا ہے یکدم میں
پیروں میں ہے سیکڑوں پہیل
پھر گاتی ہے روٹھ کر برسات
کوسے پہ بیوفا کی جائے
نہ ہو سہت شہر اپنا بلے تو
آگے چلکے ہے اگ سمندر
نشے میں شراب عشق کے چور
ہمیں حیا کا کچھ نہ پاس
کہتی ہے تو اضطرابی دل
شکوہ جیب کے ملنے والے
لیکن بادل کا شور سنکر

رحمت ہی ابر سے ظاہر
چہرے پہ ہوا ہی سبزہ آغاز
جو ہیں ہیں کتنے قدم میں
پھولا ہے شفق سرخ گل لالہ
کہدو یاد سا کے یہ بات
یہ بہری طرف سے کو سناے
دل سا سوز کباب ہے تو
جاتا ہے اوسکی سمت چڑھکر
جذب الفت ہی ہو کو مجبور
رسوا ہونیکا ڈر نہ وسواس
دم بھر بھی ہے قیام مشکل
ہوتے ہیں جنکے سیج و رعد
خاموش گھر سے ہوہیں روانہ

کہلتے ہیں جب برس کے بادل
دیکھو اعجاز ابر باران
گل کا حسن و جمال دیکھو
تالاب میں ہیں ہر سنگھار کے
ٹھنڈے ہیں پانی سے سرو ہوکر
عاشق و ہجر پست گریان
بہتا جاتا ہے آب دریا
یا کوئی حسین مست بیتاب
آنچل سے اپنا منہ چھپاے
پیڑ ہی بھیگیں تو بھاگ جائیں
اوسکو کسی بات کا نہیں ہوش
موقع پایا تو نکلے گھر سے
ہمت پڑتی نہیں کہ جائیں

شاخوں میں ہو طبتی ہے کویل
دشت ہی آب ہے گلستان
ہوتے لدا ہے سال دیکھو
جھکتی ہیں نظر میں سبز کانٹے
اپنے چہر کی گرد ہوکر
بالطف ہوا ابر باران
کوئی نہیں سد راہ اوسکا
بیتاب ہے بسطرح سیماب
جاتی ہیں کہیں قدم اٹھا کے
جاتی ہے کبھی جی چرائیں
لیکن اتنا کہ ہو ہم آغوش
چادر اک اوڑھ لی ہے سر سے
منہ سے جو کہا ہے کر دکھائیں

قطرے آنسو کے لعل لب پر
دلکو بہتا ہے پہ ہے خاموش

موتی کرنے لگے نچھاور
سینے میں دبا ہے عشق کا جوش

لب ہیں آبدار یاقوت
کچھ شرم و حیا کا ہی اُسے پاس

اگر دو انہیں نثار یاقوت
کچھ عہد وفا کا ہی اُسے پاس

خاتمہ

اے ابر مطیر عنبریں فام
ہے ساون بیچ گھنشیام
کرتی ہے سنگار تجھ سے سوسن
مشاطہ حسن برگ اخضر
پڑتی ہیں جو سر پر تیرے چھینٹے
ہو جاتے ہیں خم کے خم لنڈھے
مے سے ساغر ناب سبو ہے
پیدا ہو نکی فیض یاب اشجار

تجھ پر قربان بادہ آشام
کیا بات ہے تیری واہ کیا کیا
آنکھیں ہیں کسی کی تجھ سی دلکش
شانہ کش زلف سنبل تر
شعلے اوٹھتے ہیں سبزہ نو سے
رنگ جاتے ہیں لب اگر ہالے
سب کا اک یادگار تو ہے
تجھ سے سر سبز دشت و کہسار

دل کے بیتاب کرنے والے
معشوقوں کی آن بان تجھ سے
رونق ہے زیب ہے ہیں تجھ سے
ہر ملک کی ہے تو نے آتش گل
آتا ہے یاد جانے کیا کیا
اے ابر ہے تیرا دم غنیمت
رحمت ہے خدا کی یار ہے ساتھ
ہر سال اسی طرح سے تو آ

مرتے ہیں تجھ پر مرنے والے
مرنے والونکی جان تو ہے
گلگونہ عارض چمن ہے
اس آگ میں جل رہی ہے بلبل
جلسے یاد دن کے اور گانا
آتی ہے یاد اگلی صحبت
مشہور ہے فیض سے تیری ذات
جاری ہو جہاں میں فیض تیرا

صبح گلگون

ہے عجب لطف خیز وقت سحر
ظلمت شب جو ہو گئی کافور
بے ضیا ہو گیا چراغ قمر
عالم صبح ہے عجب عالم
در تاب قطرۂ شبنم
جتنے غنچے تھے ہو گئے سب گل

چادر چرخ میں چھپے اختر
نظر آتا ہے ایک عالم نور
چاندنی نے اٹھا لیا بستر
ہے عجب اس نسیم صبح کا دم
جس سے پھولو نپہ ہے عجب عالم
چہچہاتی ہے شاخ پر بلبل

یہ نظم دسمبر ۱۸۹۹ء میں بمقام بھیکم پور ضلع علی گڈھ لکھی گئی تھی

وہ رات کا وہ سناٹا — مرغ و بٹیر لگے صدا یہ صدا
مسجدون میں ہوا جو شور صلوات — جاگ اٹھے زاہدان خوش اوقات
کیا خوش آیند ہے یہ شور اذان — کیا مبارک تلاوت قرآن
طاعت بے نیاز ہوتی ہے — مسجدون میں نماز ہوتی ہے
شور ناقوس مندرون میں بپا — برہمن کر رہے ہیں سب پوجا
چرچ میں مارننگ سروس کا — شغل ہی کر رہے ہیں سب سجدا
لے کے انگڑائیاں حسین اٹھے — آنکھیں مل مل کے مہ جبین اٹھے
چہرے اترے ہوئے حسینوں کے — سادہ انداز مہ جبینوں کے
بادۂ شب کا وہ خمار غضب! — نشۂ عیش کا اتار غضب!
لال ڈورے غضب وہ مست نگاہ! — قہر ہے سحر ہے خدا کی پناہ!
وہ سلگے کی ٹلی ہوئی بدھی! — اور وہ چھوٹی ہوئی مسی لب کی!
کوئی اشنان کرنے جاتا ہے — پھول دیوتاؤں کو چڑھاتا ہے
زیب تن ساریان ہیں گلنار رنگ — باندھنے کا نظر فریب ہے ڈھنگ
لب دریا ہجوم ماہ وشان — ہے عجب سین جلوۂ خوبان
کیون نہ محسود ہون لب دریا — جس جگہ یہ حسین ہون اک جا
جو گئے تھے کسی کے گھر چھپ کر — آ رہے ہیں بچا بچا کے نظر
نکھری نکھری ہے صحبت عشرت — نظر آتی ہے خوب کیفیت
پردۂ ساز بدلے جاتے ہیں — بھیرویں گانے والے گاتے ہیں
اور ہی کچھ سمان ہے محفل میں — لوٹی جاتی ہیں حسرتیں دل میں
گل ہوئی جھلملا کے شمع سحر — جھاڑ فانوس رہ گئے بجھ کر
رات آنکھوں میں کاٹنے والے — بادۂ خواب کے ہیں متوالے

کہ رہا ہے خمار آنکھون کا ۔ اب تو موقوف کیجیے جلسا

غمکدہ مین بپا ہوا ماتم ۔ پھر وہی رنج پھر وہی ہے غم

صبر آتا نہین غریبون کو ۔ چین آرام بدنصیبون کو

غم مرگ عزیز ہے ان کو ۔ روتے رہتے ہین رات کو دن کو

نہ لگی رات کو پلک سے پلک ۔ صبح ہوتے گئی ذرا سی جھپک

جوشش غم نے کردیا بیدار ۔ دیدہ تر ہوگئے ہین پھر خونبار

پھر وہی ہاے وای کی ہے صدا ۔ پھر وہی آہ ہے وہی ہے بکا

میکدہ کی ہے اور ہی حالت ۔ ہوگئی خواب صحبت عشرت

چل دیے ساقیان سیمین بر ۔ اڑگئی دخت رز پری پیکر

اب کہان ات کا وہ جوش و خروش ۔ میکدے کا ہے میکدہ بیہوش

ہے عجب حال رند میکش کا ۔ سرگرانی سے سر نہین اٹھتا

سب سحر خیز لطف اٹھاتے ہین ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے ہین

اس سے محروم ہین فقط مجہول ۔ جو کہ سونے مین رہتے ہین مشغول

جاگنا شب کا صبح کا سونا ۔ ہے بلا شبہہ جان کا کھونا

اس سے صحت خراب ہوتی ہے ۔ زندگانی عذاب ہوتی ہے

ہان اٹھو خواب سے سحر آئی ۔ شکل دنیا کی پھر نظر آئی

ہے عجب قدرتی سمان دیکھو
صنعت صانع جہان دیکھو

سہانی شام اور ایک مہجور

یہ نظم مارچ ۱۹۱ء مین لکھی گئی تھی۔ شرر

قریب مغرب ہے شاہ خاور — افق نے اوڑھی شفق کی چادر
نہیں ہے اب دھوپ میں تیزی — ہوئی ہے رنگت بھی اسکی پھیکی

یہ دھوپ ہے یا کوئی دوپٹا — رنگا ہوا زرد و زرد ہلکا
عجیب یہ قدرتی سماں ہے — عجیب یہ رنگ آسمان ہے

فلک پہ جوبن برس رہا ہے — جوان پیری میں ہو گیا ہے
ہوا میں آئی مزے کی خنکی — بڑھی ہے فرحت گھٹی ہے گرمی

ہوا کی رفتار ہو گئی کم — دم مسیحی نسیم کا دم
ہوا نے غنچوں کو کر دیا گل — ہوئی ہے منت گزار بلبل

چمن کو پھر باغبان نے سینچا — ہوا ہے شاداب بیل بوٹا
شجر نے کونپل ہری نکالی — ہے دست گلچیں ہر اک نے اٹھالی

عقیق جیسے زرد جو خزاں میں — ہوئے معطر ہیں بوستان میں
حسین نکلے ہیں بن سنور کے — نہا نہا کے نکھر نکھر کے

ہجوم بازار میں ہے ان کا — وہ خود تماشائی اور تماشا
اودھ میں یہ شام بامزہ ہے — نہان سرجو پہ ہو رہا ہے

چراغ سرجو میں چھوٹتے ہیں — مزے وہاں لوگ لوٹتے ہیں
وہ گھاگرا اور اسکی موجیں! — کبھی نہ بھولی ہیں اور نہ بھولیں!

حسین الہڑ شریر کم سن — نئی جوانی ابھار کے دن
قریب مغرب نہا رہے ہیں — عجیب ادائیں دکھا رہے ہیں

ادا کرشمہ غضب ہے آفت — کرے جو بے چین وہ شرارت
اکھڑے وہ پانی اچھالتے ہیں! — نہ دیکھتے ہیں نہ بھالتے ہیں!

بلا کے ہیں ناز و [illegible] — ستم کا نازک ہے اک کلائی

وہ ساربان وہ لب رنگین | وہ انکی زینت وہ انکی تزئین

عجب ہے نیرنگ حسن طلعت | کہ جس سے خود حسن کو بھی حیرت

غرض سہانی ہے شام دیکھو | یہ سب ہے نیچر کا کام دیکھو

ہوا ہے اب ختم کام دن کا | ہر ایک محنت سے اپنے چھوٹا

وہ آبلہ پا شکستہ خاطر | جلے ہوئے دہوپ کے مسافر

تھکے ہوئے ناتوان پریشان | وہ بھوکے پیاسے غریب حیران

پہونچ گئے ہین قریب منزل | ہوئی ہے آسان انکی مشکل

پرند سب جنگل کے آ رہے ہین | پرند بھی پر کے جا رہے ہین

غرض وہ آ پہونچے وسطی نشین! | قریب آتا ہے وہ نشیمن!

ملینگے بچھڑے ہوؤن سے جا کر | وہ شاد ہون گے گلے لگا کر

مگر ہے ناشاد ایک عاشق | تباہ و برباد ایک عاشق

حبیب سے دور زار و نالان | اور اس مغموم اور پریشان

جھکا ہے سر آنکھین ہین آنسو | ذرا طبیعت نہین ہے یکسو

طپش ہے دل مین تو درد سر مین | لگی ہوئی آگ سی جگر مین

خیال جانان خیال اوسکا | نشاط عالم ملال اوسکا

اگر سہانی ہے شام تو کیا | نہین تماشے کی اسکو پروا

کبھی جو بہولے سے اوٹھ گیا سر | تو آہ کی اس نے تلملا کر

یہ شام ہے بخت کی سیاہی! | شفق ہے رخسار کی ہر زردی!

یہ شام کالی بلا ہے سر پر! | یہ داغ سوزان ہے مہر انور!

بلا کی گرمی خنک ہوا مین! | سیاہ لکیرین ہین یہ شعاعین!

نہین ہے شاداب کچھ گلستان | مگر ہے اک دشت ہو کا میدان!

ہر ایک گل خار سے بھی بڑھکر ۔ پہ پھیلا ہی ہے کہ سخت پتھر
لبغرض آباد ہے گلستان ۔ نہین ہے محبوب تو ہی ویران
چرند خوش ہین تو کیا ہے مطلب ۔ پرند خوش ہین تو کیا ہی مطلب
نہین ہے شام اور دوپہر کی ۔ غرض نہین کچھہ جو ہی تو ہو گی
اگر ہے دریا پہ کچھہ تماشا ۔ ہوا کرے وہ تو پھر اُسے کیا
کہا ہے کیا خوب یہ کسی نے ۔ پہ سحر یہ کار آدمی نے
اگر نہ دل شاد ہو کسی کا ۔ تو اُسکو بھاتا نہین تماشا

رخصت بہار

گلشن سے ہوئی بہار رخصت ۔ یا جسم سے جان زار رخصت
نزہت فرحت ہوئی روانہ ۔ بدلا گلشن کا کارخانہ
دیوانون کو آگیا ہے پھر ہوش ۔ باقی نہ رہا وہ خون کا جوش
باقی نہین اب رگون مین سودا ۔ پھر سرخ ہوا ہے خون کالا
جاتی ہین دلون سے پھر امنگین ۔ وہ فصل بہار کی ترنگین
باقی نہین خون مین وہ حدت ۔ نشتر کی نہین رہی ضرورت
آباد ہوئے تھے جو بیابان ۔ دیوانون سے پھر ہوئے ہین ویران
ہے وحشت سے بڑھکے صحن گلزار ۔ پھولون کے جگہہ ہین اب وہان خار
سوسن کا لباس آسمانی ۔ سبزی کا وہ فرش دھانی دھانی
نرگس کی وہ شوخ چشم جادو ۔ پھولونکی وہ بھینی بھینی خوشبو
وہ باد صبا کی مست رفتار ۔ جنبش مین وہ برگ ہاے اشجار
گلشن سے ہوئے ہین سب ندارد ۔ ہے موسم دی کی آمد آمد

اُڑتی ہر چمن مین ہر طرف خاک — پتون کے ہین ڈھیر خار و خاشاک
ہر چیز کو فصل گل کا ہے غم — ہر شاخ درخت دست ماتم
چھائی ہوئی ہر طرف اُداسی — آئی ہوئی باغ مین بلا سی
سنسان اُجاڑ ہو کا میدان — ویرانہ سے بڑھکر ہے گلستان
گل آتش گل ہوئی ہے بالکل — خاموش ہے نغمہ سنج بلبل
بلبل اپنے خیال مین گم — غنچے بھولے ہوئے تبسم
شمشاد اُداس ہے کھڑے ہین — سنبل غش کھاکے گر پڑے ہین
نہرین ہین مثال چشم پُر آب — سب حلقہ ماتمی ہین گرداب
سوسن کی ماتمی ہے پوشاک — دامن پھولون نے کر دیا چاک
چھینکے سنبل نے نوچکر بال — پتے پامال ہر بال جی کے جنجال
کرتی پھرتی ہین قمریان بین — ہر باغ کا باغ آج بے چین
رخصت یہ نہین بہار کی ہے — دل سے صبر و قرار کی ہے
کہتی ہے جو خیر باد فرحت — دل کو ہوتی ہے اور کلفت
نرگس سے گیا نظارہ باغ — لالہ کے جگر مین پڑ گیا داغ
سرگرم مستی کہان ہین خوش رو — بیٹھے ہین حسین کہان لب جو
اب زیب گلو کہان ہین وہ ہار — پھولون کے وہ طرہ ہاے دستار
وا کس پہ ہو دیدہ تماشا — گلزار کا اب نہین وہ نقشا
سوکھے ہوئے ہر طرف شجر ہین — کمھلائے ہوئے ہین پھول اگر ہین
کسطرح چمن ہو سبز و شاداب — فوارون مین خشک ہو گیا آب
جھونکے ہین ہوا کے اب نہین سرد — اُڑتی ہے چمن مین ہر طرف گرد
بدلی ہوئی باغ کی ہے حالت — اللہ کی ہے عجیب قدرت

ہے آج بہار گل خزان ہے
قایم نہین رنگ آسمان ہے

ساری دنیا کا ہی یہ نقشا
اس پر نہ کرو ذرا بھروسا

ہوتا رہتا ہے رنگ تغییر
دنیا - بازیگرون کی تصویر

پلٹے کھاتا ہے یہ زمانہ
نیرنگ ہے اس کا کارخانہ

پلٹے جسوقت تم سنبھل جاؤ
بدلے جسوقت یہ بدل جاؤ

عبرت لے اس سے قوم اسلام
پاخوردہ مفلسی و الزام

دیکھے پہچانے وقت کی چال
اسوقت زمانہ کا ہے کیا حال

امید

خواب راحت ہے سربسر امید
دل کی آنکھون مین ہے نظر امید

نور شمع حیات ہے امید
بے بقا بے ثبات ہے امید

شمع جب تک کہ زیب محفل ہے
نقش امید زینت دل ہے

کوہ مین دشت مین بیابان مین
ریگ کے ذرہ ہاے تابان مین

ہے یہ امید ہر جگہہ موجود
بعض اسکو سمجھتے ہین معبود

کوئی کہتا ہے دیوی ماتا ہے
بادۂ ارغوان چڑھاتا ہے

اسکو حاجت روا سمجھتے ہین
توبہ توبہ خدا سمجھتے ہین *

نظر آتی ہے خواب مین دولت
ساری دنیا کی حشمت و ثروت

اشعار بالا مین بہت سے فلسفیون کے خیالات نظم کیے گئے ہین - مگر اسمین زیادہ تر مسٹر والرسٹری اور ہندوستان کے شکسپیر نامور کالیداس کی نازک خیالیان دکھائی گئی ہین - اسکو آپ ایک گلدستہ سمجھیے جسمین زیادہ تر گلاب اور کنول کے پھول ہین جو ایشیائی مذاق کے موافق

دلکی امید کا تقاضا ہے
ہے بظاہر امید چھوٹی سی
دل سے کرتی ہے چرخ تک پرواز
اسکا مسکن ہے اک غریب کا دل
جھونپڑا وہ بھی ٹوٹا پھوٹا سا
جسکے اختر پہ جگمگاتی ہے
ہے مسافر کی رہنما امید
غنچۂ شاخ زندگی ہے یہ
یہ حسینوں کے دلمین رہتی ہے
مرہم زخم دل فگار ہے یہ
دیکھئے عاشقون کی حالت کو
جب طبیعت کسی پہ آتی ہے
رنج پر رنج وہ اٹھاتے ہین
کام سے انکو کوئی کام نہین
کہتے کچھہ اور کرتے ہین کچھہ اور
مضطرب بدحواس رہتے ہین
حسرتین دلمین مچلی جاتی ہین
پٹریان خشک انکی ہونٹون پہ
دل پہ ہر وقت ہاتھہ رہتا ہے
اشک آتے ہین چشم حیران سے

ہاتھہ آجائے مال جتنا ہے
ہے مگر دور تک پہونچ اسکی
دست امید تا بہ عرش دراز
اور پھر دل بھی بدنصیب کا دل
دیکھتی وان سے خواب مخملون کا
راہ ملاح کو بتاتی ہے یہ
کشتی دل کی ناخدا امید
لب گلرنگ پہ ہنسی ہے یہ
بلکہ یہ آب و گل مین رہتی ہے
مونس و یار غمگسار ہے یہ
انکی تکلیف کو مصیبت کو
اور جدائی انھین ستاتی ہے
سوتے ہین بیٹھے ہین نہ کھاتے ہین
بات کا بھی کوئی قیام نہین
نہ کسی طرح کا خیال نہ غور
ہر گھڑی وہ اداس رہتے ہین
آہین جانسوز لب پر آتی ہین
سوز فرقت سے پھنک رہا ہے جگر
درد دل دم کے ساتھہ رہتا ہے
آہ و نالہ دل پریشان سے

متعلقہ صفحہ ۳۳ - تیار کر کے آپ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے اگر قبول افتد زہے عز و شرف

گھیرے رہتی ہی اک نئی وحشت
دل کو ہر وقت اک نئی کلفت

دلکو بٹھائے ہوئے کبھی خاموش
ہونے پاتا نہین وہ جوش خروش

بو لیتے ہین نہ چل لیتے ہین وہ
سب بلاؤن کو ٹال لیتے ہین وہ

ایسی حالت مین مر نہین جاتے
جان سے وہ گذر نہین جاتے

دل مین ہوتی ہے وصل کی امید
قوت جان زار حسرت دید

تازگی روح مین اسی کی ہے
ہر گھڑی عمر کو ترقی ہے

دیکھیے نوجوان عورت کو
شرم کے ساتھ حسن طلعت کو

پارسا اور جان عفت ہے
نیک سیرت ہے نیک صورت ہے

ابھی دنیا سے وہ نہین آگاہ
دیکھیے اسکی کم سنی ہے گواہ

رفتہ رفتہ ہوئے نمود شباب
دل مین آیا خیال شرم حجاب

رنگ چہرے کا بھی چمکنے لگا
بات ہی اور ہو گئی پیدا

رنگ لایا عجیب جوش شباب
حسرتین دلمین ہو گئین بیتاب

دلمین ہے حسرت ہم آغوشی
رہتی ہے اک طرح کی بیہوشی

مست ہے بادۂ جوانی سے
آگ دل مین لگی ہے پانی سے

دل کا کچھ اور ہی تقاضا ہے
مگر اس سے حجاب کہتا ہے

دیکھنا ہو کہین نہ رسوائی
رنگ لائی یہ ناشکیبائی

سنکے یہ بات عارض گلنار
زعفران زار ہو گیا اکبار

پھر اداسی سی چھا گئی اور پھر
رہگیا سرخ رخ پہ دل مرجھا کر

آنکھ سے کچھ ٹپک پڑے آنسو
رہگیا دلمین جوش کھا کے لہو

رہگئے دل کو تھام کر خاموش
رہگیا دلمین جو اٹھا تھا جوش

روکے امید سے کہا سب حال
درد و دکھ اور اپنا رنج و ملال

ہنسکے امید نے دیا یہ جواب
صبر کر صبر تو نہو بیتاب

اسقدر کیون اداس رہتی ہو
دلمین کڑھتی ہی رنج سہتی ہو

رنج یہ جائیگا کبھی نہ کبھی
وہ بھی دن آئیگا کبھی نہ کبھی

ہوگی اک روز دھوم شادی سے
اور قید الم سے آزادی

دل سے نکلین گی حسرتین ساری
ختم ہونگی مصیبتین ساری

دم اس امید کا غنیمت ہے
ہو جو تکلیف اس سے راحت ہی

تاجرونکا اسی پہ دار و مدار
اس بھروسے پہ سب نبیہ پار

دشت بے آب و کاروان انکا
نام کو بھی کہین نہین سایا

دھوپ ہے تیز ایسی گرم ہوا
جس سے پڑجائے جسم پہ چھالا

کوہ و صحرا مین ہوکے جاتے ہین
کیسی تکلیف وہ اٹھاتے ہین

خار اپنی جگہہ پہ سب نشتر
سنگ بھی نوک دار ہین خنجر

اونچی نیچی زمین ناہموار
اور کہین ہین مہیب صد ہا غار

خرس خونخوار اور شیر ببر
اونکو ملتے ہین راہ مین اکثر

انکے رستے ہین سیکڑون قزاق
[illegible] ہین طاق جو ہین مشتاق

مال و زر جسقدر [illegible]
لاکھ چلائے سنتے ہین وہ کب

ادھر [illegible] سب
کچھ جو بولو وہین حلال کرین

جسکے قبضے مین سارا مال کرین

ہے جہازی کبھی سفر انکا
بحر اعظم مین ہے گذر انکا

موجہا ہی بلند طوفانی
جسطرف دیکھیے ادھر پانی

ہے تلاطم مین اب دریا کا
کہین لگتا نہین ہے تھل بیڑا

ہین چٹانین کہین پہاڑ کہین
نظر آتا نہین نشان زمین

[illegible] خلقت کے
[illegible] کالے [illegible]

اگر اون سے جہاز ٹکرا ہے — پھول کی طرح سے بکھر جائے

سیکڑون دن عارضہ خراب ہوا — ہضم ہوتی نہین جو کھائین غذا

کبھی چلتی ہے باد طوفانی — اور برستا ہے خوب سا پانی

موجین اٹھتی ہین آتا ہے اکثر — پانی بڑھکر جہاز کے اندر

بھیگ جاتا ہے مال سوداگر — منحصر جسپہ سارا نفع و ضرر

الغرض ہین مصیبتین کیا کیا — ایک کیا بلکہ آتین صدہا

گرنہ امید کچھ سہارا دے — مال جتنا ہے سب ہین ڈوبے

دیکھیے آپ حال دہقان کا — اوسپہ آتی ہین آفتین کیا کیا

کھیت کرنا اوسے مصیبت ہے — سخت مشکل ہے سخت وقت ہے

ہاتھہ اوسکا بٹاتی ہے امید — زور کیا کیا لگاتی ہے امید

ہے زمین سخت تو نہین پروا — ہے کڑی دہوپ تو نہین شکوا

ہے پسینے مین جسم دہقان تر — اور گرمی سے پھک رہا ہے جگر

دل سے مصروف کار ہو دہقان — کام مین ہوشیار ہو دہقان

جوت بوکر اسے ہوئی فرصت — پھر بھی ملتی نہین اسے راحت

ابر باران کا انتظار ہوا — گرنہ برسا تو اشکبار ہوا

ملگئی ساری خاک مین امید — ہوگیا سر سے پاؤن تک وہ سفید

اڑگئے سب حواس بو ہوکر — ہوگیا خشک وہ لہو ہوکر

ہین نمایان جو قحط کے آثار — اوسکو جینا ہے اب بہت دشوار

پڑگیا قحط آگئی آفت — تھی فراغت تو اب ہے عسرت

بھوکون مرنے لگین زن و دختر — فاقے کرنے لگا غریب پسر

آگئی ہے غضب مین اسکی جان — کہ زمیندار مانگتا ہے لگا[illegible]

محو ہین ذکر اور شغل مین سب — کچھ کسی سے نہین انھین مطلب
ہے یہ امید ہون گناہ معاف — قلب ہو گرد معصیت سے صاف
دیکھیے آپ ہندؤن کو ذرا — کس ریاضت سے کرتے ہین پوجا
ہین تپسیا مین محو وہ دن رات — چپ ہین کرتے نہین کسی سے بات
برت پر برت کوئی رکھتا ہے — ہر گھڑی رام رام جپتا ہے
رہ گیا ہے کوئی اٹھا کر ہاتھ — دھیان کرتا ہے یون سوکھا کر ہاتھ
کوئی دھونی رمائے بیٹھا ہے — کوئی چپ چاپ مالا جپتا ہے
ان کو امید ہے کہ بعد ممات — جب انھین پھر ملیگی شکل حیات
یعنے جب دوسرا جنم ہوگا — اونپہ بھگوان کا کرم ہوگا
ہین تناسخ کی آفتین جتنی — وہ کبھی روح پر نہ آئین گی
ختم کرتا ہون اب مین یہ اشعار — کام کے سب نہین کوئی بیکار
عقد پروین ہی صاف نظم نہین — فلک ہفتمین بنی ہے زمین
یہ نہین نظم لعل احمر ہے — بلکہ یہ لعل سے بھی بڑھکر ہے
آپ انمول جانیئے اسکو — مین جو کہتا ہون مانیئے اسکو

اظہار محبت

جس پر اثر پوئٹری کا ترجمہ ہم آج قدر شناس پبلک کے سامنے پیش کرتے ہین وہ فخر انگلستان جان جہن نامی شاعر لارڈ بیرن کی تصنیفات سے اسکی کلیات مین موجود ہے اور جہان اسمین اور بہت سی زہر کی بجھی ہوئی چھریان اور کٹاریان بھری ہوئی ہین وہان یہ بھی ایک چھوٹا سا باریک ولایتی نشتر ہے۔ یہ نظم اوسنے فروری ۱۸۱۲ع مین لیسے کسی معشوقہ کو مخاطب کرکے لکھی تھی۔ انگریزی مین اسکی شرحی نام [illegible] نام کی جگہ پر ڈیش دیدیا یا عاشق مزاجون کے پیراجرس کے قلم تراش چاقو سے ایک چھوٹا سا [illegible]

قدر دانون کے واسطے ارزان	اور نا اہل کے لئے ہے گران
شاعر نکتہ دان سے ہے امید	یعنے اہل زبان سے ہے امید
ہاتھ اس نظم پہ نہ صاف کرین	گر خطا ہو کوئی معاف کرین
اور اس رنگ مین لکھین اشعار	سارے اشعار ہون دُرِ شہوار
اب نہین شاعری جو پہلے تھی	اور پہر کچھ ہوا ہے گلشن کی
گل و بلبل نہین وہ باغ نہین	وہ خیالات وہ دماغ نہین

خال و خط کا نہین زمانہ اب
ہو گئے وہ تو سب فسانہ اب

متعلقہ صفحہ ۴۴ - اظہار محبت کے وقت ٹوپیرن صاحب آتے ہی تھے مگر جب نام لکھنے کا وقت آیا تو گول کر گئے - اس نیچرل شاعر کے کلام مین خدائے سخن شیکسپیر کے سوا اور سب شاعرون سے بڑھکر لطف ہے - وجہ یہ ہے کہ بعض شاعر محض ضرورت سمجھکر شاعر بنگئے - کوچہ عشق سے محض نابلد تھے - مضمون مین آورد ہوتی تھی اور بخلاف انکے لارڈ بیرن کی شاعری مین آمد ہے - مضمون خواہ مخواہ قلم سے ٹپکا جاتا ہے - سولہ برس کا سن اور پھر کس کا ایک سرد ملک کے انگریز کا اور اوسمین یہ عشق و محبت کی گرمیان !! حضرت کو معاملات عشق مین کچھ ایسی متواتر مایوسیان اور ناکامیان ہوئین کہ ابتدا ہی سے طبیعت مین سوز و گداز اور ایک طرح کا بچپن گرویدہ الامزہ پیدا ہو گیا تھا - مس میری شاورتھ پر مرتا تھا کہ جو شعر قلم سے نکلا نشتر بن گیا - گو مین نے اس ترجمہ مین اس بات کی کوشش کی ہے کہ حتی الوسع انگریزی کا مفہوم قائم رہے مگر سچ یہ ہے کہ بہت سے اردو دان ناظرین کو جیسا چاہیے اس لطف مین شریک نہین کر سکتا جو اصل انگریزی کو پڑھکر حاصل ہوتا ہے - ایک بعض نظم مین بالکل ایشیائی نازک خیالیان اور بلند پروازیان ہوتی ہین - اگر مکروہات زمانہ نے فرصت دی اور حیات مستعار باقی رہی تو وقتاً فوقتاً مزیدار نظمون کا [illegible] ترجمہ نذر ناظرین ہوا کریگا -

مشتاق ہماری آرزو تھی — تجھسے ہو دوستی کچھ ایسی

ملکر نہ جدا ہوں عمر بھر ہم — جیتے جب تک کہ دم مین ہے دم

جب تک نہ رقیب فتنہ پرداز — حاسد ہو کے بنے در انداز

جو کچھ تھا خیال سچ وہ نکلا — دنیا مین ہو برا حسد کا

لیکن گو ہو گئی جدائی — پھر بھی تجھسے ہے آشنائی

دل مین تیری ہی آرزو ہے — جلوہ افروز اوسمین تو ہے

جب تک پہلو مین ہو مرا دل — ہے تیرا مقام تیری منزل

آئیگی جس گھڑی قیامت — غائب کو تیرے ملنے کی صورت

پڑجائیگی پھر جو خاک مین جان — نکلین گے تربتون سے انسان

ہوگا کسی بات کا نہین ہوش — تجھسے ہو جاؤنگا ہم آغوش

تو ہو تو بہشت مین ہے آرام — ورنہ آرام سے ہے کیا کام

آن خلد و بہار خوش نہ آید — بے جلوہ یار خوش نہ آید

مکروہات زمانہ

کس قیامت کی آج ہے سردی — کیسی چھائی ہوئی ہے تاریکی

مینہ برستا ہے چھائے ہین بادل — دم نہین لیتی ہے ہوا اک پل

مالک متحدہ امریکہ کے ملک الشعرا ”لانگ فیلو“ کی ایک نظم ”رینی ڈے“ کا کچھ حصہ ہوا میری نظر سے گذری اس مشہور شاعر اور نامور ادیب نے حوادث آلام دنیوی کو ایک عجیب دلکش پیرایہ مین ظاہر کیا ہے۔ خیال کی سادگی اور ساتھ ہی اوسکے طرز ادا کے انوکھے پن نے مجھے اوسکے ترجمہ کی ترغیب دی ہے تو آپ جانتے ہین کہ نظم انگریزی کو اردو کے قالب مین لانا کوئی آسان بات نہین ہے بہرحال جو کچھ ہوسکا ہدیہ ناظرین ہے

بیل انگور کی ہے اپنی چڑھی — اور دیوار سے ہے بہت لٹکی
ہاں مگر تیز سرد جھونکوں سے — گرتے جاتے ہیں خشک سب پتے
ہے وہ مسرور زندگی میری — اور چھائی ہوئی ہے تاریکی
یعنی گرمی نہیں طبیعت میں — ہے اداسی ہر ایک حالت میں
ہے یہ بارش - کہ ہے نزول بلا — نہیں چمکتی ہیں آفتیں کیسا
جیسے دیوار پر ہے بیل چڑھی — حافظے پر زمانہ ماضی
ہیں امیدیں جوانی کے جیسے — اور ہوا و شباب زمانہ کے جھونکے
بیل تو ہے بڑھی مگر پتے — گر رہے ہیں ہوا کے جھونکوں سے
ہاں مگر سرد مہر نہیں دل میں — کسی پہلو مجھے قرار نہیں
روشنی صاف مہتاب کی — آہیں یادوں کے ہے اب بھی
ہے مصیبت ہر ایک کا حصہ — سخت صدمے ہیں فقط میرا
کبھی فرحت کبھی اداسی ہے — یہی حالت زمانہ بھر کی ہے

عشق و فرض منصبی

پبلک کی قدر شناسی اور احباب کے لطف آمیز اصرار نے مجھے مجبور کیا کہ میں پھر کچھ انگریزی نظموں کے ترجمہ کی کوشش کروں۔ ایسے مشکل کام کی طرف توجہ کرنے کے قبل ایک امر کا پیش عرض ہونا ہے کہ ذیل مضمون کی تحریر سے مجبور ہو جاتا ہوں۔ اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ ہندوستان میں اس قسم کی شاعری کا مذاق بالخصوص ہے بالعموم نہیں۔ اور ابھی ولایتی لٹریچر کے سچے جذبات کا پورا پورا ادراک نہیں ہوتا بلکہ نہیں ہو سکتا۔ صحیح ہے کہ انگریزی کے بہت سے شعرا زندان توجملہ درد باشند چشمان تو زیر ابرو اند ہوتے ہیں مگر یہ دیکھنا چاہیے کہ سچے مضمون و خیال میں نیچری سے شاعر کو کس قسم کا اثر ڈالنے کی توقع ہے۔ اور وہ قدرتی اثر برپا ہوتا ہے کہ

سنسان ہے مسکن خموشان — معمور بھی اور ہے یہ ویران
سونے والون سے شہر آباد — سب قید سے زندگی کی آزاد
اوج گردون پہ مہر چمکے — آئے طوفان پانی برسے
آئے دنیا مین موسم گل — نغمہ طراز صوت بلبل
سونے والون کو کچھ نہین کام — ہو رات کے بعد صبح پھر شام
آغوش لحد مین چھوٹے بچے — جو ناز و نعم مین پل رہے تھے
معصوم تھے شیر خوار بچے — مان باپ کے ہونہار بچے
پیارے پیارے حسین خوش رو — تا سر با خورشید رنگ گیسو
دل کی بہلانے والی شوخی — وابستہ امید اُنسے مان کی
مخمل کا نرم نرم بستر — مرنے کے قبل تھا میسر
اب بستر خاک پر پڑے ہین — چھپر چارون طرف اُجڑے ہین
کندہ تربت پہ نام اُن کا — پیدایش و موت کا مہینا
کندہ تاریخ اور دن بھی — مان باپ کا نام اور سن بھی
عبرت انگیز چند اشعار — جنکو پڑھکر ہو چشم خونبار

متعلقہ صفحہ ۴۳ — ہمین مغربی تعلیم کی رفتار سریع سے امید بات کی پیدا ہو رہی ہے کہ کچھ دنون مین ہم ایسے مضامین کو آنکھین ہو پڑھنے لگین گی۔ اسقدر گذارش کے بعد مین اصل مطلب کیطرف ناظرین با تمکین کو متوجہ کرتا ہون نظم ذیل ہسٹریکل رشن ہے "لو اینڈ ڈیوٹی" کی انگریزی ہسٹری کے مصنف ایک اورنٹل اسکالر کپتان - اے - رابرٹس صاحب ہین - اور یہ نظم کتاب "ٹو پوئمز" کے صفحات ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ مین مین مذکورہ بالا سرخی سے موجود ہے - جہانتک ممکن ہوا ہے اُردو ترجمہ ایشیائی مذاق کے موافق کیا گیا ہے - اب رہی بات کہ مجھے کامیابی ہوئی ہے اسکی نسبت نہ کبھی مجھکو دعوے تھا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ میری لیاقت بہت ہی کم اور [illegible] ہے - اودھ پنچ مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۹۲ء

منقوش نفیس بیل بوٹے — عمدہ نقاشی کے نمونے
آہستہ چلو ذرا نہ بولو! — باتیں کرنے کو لب نہ کھولو
سوتے ہین جوان عنبرین مو — بانکے ترچھے حسین خوش رو
عالم فاضل ادیب دانا — مشہور شجاع اور توانا
تیغ براں سے پاک جوہر — گلشن مین فرنگ کے گل تر
اخلاق مین چار سمت مشہور — صحبت سے بڑون کی منزلون دور
کرتا تھا فخر ملک انپر — تاب والد توان مادر
لشکر مین تھے تو شان لشکر — دفتر مین تھے تو زیب دفتر
تھے چشم و چراغ انجمن کے — خوش رنگ تھے پھول باچمن کے
تحریر پہ فخر تھا جہان کو — تقریر پہ ناز تھا زبان کو
مرتے تھے حسین حسن ایسا — اور اونکی شجاعتون کا چرچا
انگلینڈ پہ جان دینے والے — بدلا دشمن سے لینے والے
ہین خواب لحد مین مست غافل — ہستی انکی خیال باطل
کچھ انمین ہین عاشقان مجبور — مایوس نہ مزار مہجور
ارمانون کے ساتھ مرنے والے — حسرت لیکر گزرنے والے
مقتول ادائے مست رفتار — مجروح ز تیغ عجب دلدار
ترچھی چتون سے دلمین رخنے — رخنون مین خون دل کے قطرے
ہونے والی تھی اونکی شادی — بالبعض کی انمین ہو چکی تھی
ایسے بھی انمین تھے بہ ارمان — جنکے گھر پہ ہجوم مہمان
لائے تھے دلھن کو آئرلنڈ سے — کہستان و شکوہ کرد فرسے

۵۱ آلٹر قربانگاہ - کلیساؤن مین ایک مرتفع جگہ جہان پادری دعا وغیرہ کہتے ہین اور نوشہ دولہن عہد و پیمان ہوتے ہین -

اوٹھا اکبار درد ایسا — پاپا دولہا کو سب نے مردا

آسنے پایا نہین ہنی مون[1] — دل مین حسرت کا ہو گیا خون

عمدہ جو لباس تھا عروسی — جسکی تھی نہ شناسپیدی

رخصت ماتم بنا بدل کر — مرجھائے گلاب سر بسر

شد مطلع صبح تیرہ و تار — در خواب برفت بخت بیدار

بوڑھے جنرل ولیز نامی — شہرت ہے دور دور جنکی

ہین دفن مدبران ملکی — جنکی مشہور پالیسی[2] تھی

جو کچھ کرنا تھا کام اُنکو — زیر افلاک نام اُنکو

کرکے سب ختم کام اپنا — چھوڑا دنیا مین نام اپنا

سوتے ہین لحد مین وہ بآرام — دنیا کے کام سے نہین کام

تاریخ جہان کو آپ دیکھین — جو کچھ پہ لکھا ہے اسکو دیکھین

اک قبر کسی جوان کی ہے — حسرت مالین پہ برستی ہے

تربت کے قریب ایک عورت — روتی ہے کھڑی ہوئی بحسرت

مصروف نظارہ مزار است — بر لوح مزار اشکبار است

ہوتا ہے لباس سے یہ معلوم — کمسن و دوشیزہ ہے وہ معصوم

اٹھارہ برس کا ہو سن و سال — چھوٹے چھوٹے ہین سر کے بال

اوسط قامت متناسب الاعضا — گندمی رنگ ہے جسم سارا

قامت ہے عجیب راستی ہے — گویا سانچہ مین وہ ڈھلی ہے

اور حسن و شباب دیکھو — آنکھون مین ہے حجاب دیکھو

---

[1] ہنی مون شادی کے بعد جو پہلا مہینہ ہوتا ہے اوسے کہتے ہین - اس مہینہ مین دولہا و دولہن دوسری جگہ جا کر عیش و نشاط مین مصروف ہوتے ہین ۱۲

[2] پالیسی = دستور حکایت حکمت عملی ۱۲ —

نا تجربہ کار بھولی بھالی | چتون دیکھو تو ہے نرالی
اونچی اونچی جبین وہ پُر نور | پیشانی حور لوح کا نور
ہے تختہ وہ پاک امنی کی | ایسی ہمنے سنی نہ دیکھی
تم دیکھکے ہو نہ جاؤ ششدر | آئینہ اوسے کہو تو بہتر
ظاہر اس سے خیال سارے | دل کے رنج و ملال سارے
ابرو کی ہے سیاہ تحریر | اسمین عارض کا عکس تقریر
آنکھین اوسکی بڑی بڑی سی | نیلی نیلی ہر ایک پتلی
کالی ہین تو کدار پلکین | چبھتی دل مین ہین خار پلکین
رخسار گلاب کے مقابل | فصل گلزار کی ہین شامل
سرخی آن مین تو کچھ سفیدی | شرکت ہے شفق کی اور سحر کی
رومی کی ناک اوسکی بینی | چھوٹی نہ بڑی بہت نہ اونچی
خوش رنگ ہین سرخ ہونٹ اوسکے | نازک نازک ہین پتلے پتلے
چھوٹے چھوٹے سے دانت صاف | موتی مشرق کے جیسے شفاف
شانہ ہین ڈھلے تو گول بازو | بیشک وہ ہے شکیل و خوش رو
مسٹر ورتھ ہے نام اوس حسین کا | باپ اوسکا ڈیوک[1] تھا کہین کا
ہے صاحب قہر اک سپاہی | آئی اوس پر بہت تباہی
صد حیف بمرد نوجوان مرد | بر چہرۂ عشق خون فشان گرد
گو تھا یہ غریب خاندان کا | لیکن مرد شریف بانکا
تھا نام جوان کا جان ولیم | لندن مین تھا مکان ولیم
مردانہ جمال حسن اوس کا | اوس سے روز تھی جہان دل سے شیدا

[1] ڈیوک بڑے درجہ کے امیر کا خطاب ۱۲ [2] کونسل مجلس مشورہ

کھیلے تھے ساتھ اور ہم سن — پیدا ہوئے دونون ایک ہی ان
باہم دونون کو دل سے الفت — ور جب پہ عشق کے محبت
اکبار کا ذکر ہے کہ لشکر — جاتا تھا براہ بحر اخضر
بیکار تھی کوشش سفارت — ضائع بالکل ہوئی تھی محنت
کونسل مین قرار پائی ہیراسے — لشکر کوئی ضرور اب جاسے
ٹھہرے جو نہ صلح کی تو ہو جنگ — دیکھ رہنا ہے قوم کا ننگ
بھیجے جائین سوار پیدل — سنگینون کا وان بنائین جنگل
قبضہ مین آئے ملک دشمن — جھنڈا گاڑے قلعے پہ پلٹن
سارا اوسکا غرور جائے — دولت کا ہے سرور جائے
سب کو اک جوش جان کاہ ہوش — مضطر حیران اور اس بیہوش
پہلے اس سے کہ جائے لشکر — جائے ہمراہ جان مضطر
جانے والی تھی فوج جس روز — رقعہ لکھا نام مس روز
خط کا مضمون تھا کہ لشکر — جاتا ہے براہ بحر اخضر
جائے گا جسم جان میری — ہوگی جا کر رفیق تیری
سمجھو یہ ہے ضرور دل سے اپنے — ہو جائیگی آج آخری دید
رقعہ پہونچا بدست حامل — تصویر یاس و حسرت دل
پڑھکر ہوئی بیقرار مس روز — روتی تھی زار زار مس روز
بیحد تھا اضطراب اوسکا — لکھا فوراً جواب اوسکا
لکھا یہ جواب مین کہ ای جان — ہے دل کا خراب حال اس آن
ہوتا ہے تمام روز الفت — سر پہ آتی ہے شام کلفت
آنا ہے ضرور آؤ نگی مین — دل کی حالت دکھاؤ نگی مین

دریا کے کنارے ہو ملونگی ۔ گھر سے میں دن نکلے چلونگی

گھر سے نکلوں گی سب سے چھپکر ۔ اسطرح سے کام ہو تو بہتر

عاشق نے یہ جواب پایا ۔ دل کو پر اضطراب پایا

آنسو خط پہ کیے نچھاور ۔ رکھا پاکٹ میں بوسہ دیکر

نکلا بارک[1] سے ہوکے دلشاد ۔ طائر جیسے قفس سے آزاد

چہرہ مغموم شاد بھی تھا ۔ مایوس بھی بامراد بھی تھا

پہونچا دریا پہ بے تامل ۔ ڈر تھا نہ ہراس اسکو بالکل

آنکھوں کو جستجوئے معشوق ۔ دل سے تھی گفتگوئے معشوق

رکتی نہ تھیں اشکبار آنکھیں ۔ اوٹھتی تھیں بار بار آنکھیں

اوٹھتے تھے جب حباب دریا ۔ ظاہر اون سے بھی مس کا نقشا

آیا جو خیال وہ بھی معشوق ۔ تھا دل میں ملال وہ بھی معشوق

مس روز کا انتظار معشوق ۔ دل تھا کوئی بیقرار معشوق

پانی کی صدا سے راگ پیدا ۔ بجتا تھا عجب طرح کا باجا

پانی کی آب عکس خورشید ۔ دریا کا سمان تھا قابل دید

سبزہ چاروں طرف تھا اسکے ۔ خواہش فرحت کو ہو تو دیکھے

لیکن اوسکو نہ کچھ خبر تھی ۔ اوسکی تو راہ پر نظر تھی

آنے والے کا منتظر تھا ۔ آنکھوں میں اور ہی تماشا

تھی ریگ بجائے فرش و بستر ۔ اوڑکر آتی تھی خاک منہ پر

لیٹا بیٹھا کبھی پھر اوٹھا ۔ آنکھیں کھولیں تو دیکھا رستا

اوٹھا کچھ سوچ کر وہ مضطر ۔ آگے اوسکے کلاک ٹاور

[1] بارک سپاہیوں کی کوٹھڑی سے ۵۲ بینار یہاں اسم معرفہ ہے۔

دیکھا اوسنے تو تن ا بجے تھے
شاید آئین ہون کچھ دقیقے

اوسکی تو کلاک[۱] پر نظر تھی
اوسکو پیچھے کی کیا خبر تھی

پیچھے اوسکے کھڑی تھی مس روز
اوس روز کا حسن تھا گلو سوز

سایہ پہنے تھی ارغوانی
کپڑہ ٹوپی کا آسمانی

آئی آواز جان ولیم
پیچھے تو دیکھ آ گئے ہم

مشکل سے ہوئی تھی ختم تقریر
نالے ہوئے روز کے گلو گیر

روئے کانپے ہوئے ہم آغوش
دونون پھر ہوش سے تھے بیہوش

کچھ دیر رہی یہ حالت دل
پھر ہوش بجا ہوئے یہ مشکل

آہستہ چلے وہان سے دونو
کہتے نہ تھے کچھ زبان سے دونون

دل مین تھے سیکڑون خیالات
منھ سے نکلی نہ ایک بھی بات

گوشہ مین نظر بچا کے سب سے
وہ آڑ مین اک شجر کے ٹہرے

چھوٹا سا نفیس باغچا تھا
جو پھول تھا وہ کھلا ہوا تھا

جو روز[۲] تھا ہم شبیہ مس روز
وہ روز سے بڑھ گئی تھی اس روز[۳]

کوئی بھی تھا وہان نہ ہمراز
ہمدم تھے طائر خوش آواز

چھ سات منٹ گذر چکے جب
پھر آیا زبان پہ حرف مطلب

بولا یہ جان میری پیاری
حالت کیا ہے کہو تمھاری"

مس نے یہ دیا جواب اوسکو
"اپنے دل سے تم آپ پوچھو

ٹکڑے ٹکڑے ہے دل ہمارا
ٹکڑون پہ رنج و غم کا قبضا

افسوس ہے آج جاؤ گے تم
معلوم نہین کب آؤ گے تم

پھر کر اک آہ جان بولا
معلوم نہین ہے یہ تمھین کیا

[۱] کلاک گھڑی ۔ گھنٹہ گھر ۔ [۲] روز ۔ گلاب ۔ قافیہ مین تجنیس رکھی گئی ہے [۳] دن ۔

لڑنے کے لیے چلا ہے لشکر — امید نہیں کہ آئیں پھر کر
ہوتی ہے تمام آرزو آج — ہوتی ہے ختم گفتگو آج
نکلیں گے کبھی نہ دل کے ارمان — دیکھیں کیا ہو بڑے ہیں سامان
نازک ہیں معاملات ملکی — ای پیاری ضرور جنگ ہوگی
بولی مس روز حالت دل — ظاہر کرنے سے کیا ہے حاصل
دل میں جو ہے عیاں نہ ہوگا — الفاظ سے وہ بیاں نہ ہوگا
یاس و حرمان کا سامنا ہے — مشکل اب دل کا تھامنا ہے
دل تو میں تمکو دے چکی ہوں — عہد و پیمان سے لے چکی ہوں
بچپن میں ہوئے تھے عہد و پیمان — اوس سے بچاؤں کیا ہے امکان
سوچی میں نے ہے ایک تدبیر — آگے پھر جو ہو اپنی تقدیر
تدبیر سے ہم نہیں ہیں آگاہ — شاید اوس نے کیا ہو گمراہ
مس نے کچھ کان میں کہا تھا — عاشق نے جواب بھی دیا تھا
کچھ دیر کھڑی رہی وہ بیکس — آخر پھر دے کے پارٹنگ کس[1]
وہ وحشت اسیر وہ سپاہی — گھر کی جانب ہوئے تھے راہی
آفت ہے بے رحم ہے ستمگر — غالب تھی فرض منصبی پر
تھا جان فریب سے نہ آگاہ — اوسنے اوسکو کیا تھا گمراہ
قوت جو ممیزہ تھی اوسکی — بالکل تاریک ہو گئی تھی
تھا سخت ضرور مارشل لا[2] — لیکن اوسکو ہوئی نہ پروا
گنتی کے وقت وہ نہ آیا — شاید چھپ کر کہیں گیا تھا
جس وقت ہوا شمار لشکر — دیکھا تو جوان تھا نہ زر بر

[1] پارٹنگ کس رخصتی بوسہ [2] فوجی قانون ۱۲ -

کشتی مین ہوا سوار لشکر
اوسکے مین سوار کے بھی لنگر

لیکن غائب تھا جان اب تک
ملتا ہی نہ تھا نشان اب تک

مدت کے بعد نعش اوسکی
بارک سے سپاہیون کے نکلی

اوسنے بارک مین خودکشی کی
ہوکر مایوس جان دیدی

الفت مین جان دی بہرحال
اس سے زیادہ نہین ہے احوال

بس ختم ہوا زمانۂ عشق
مشہور ہوا ترانۂ عشق

دولت افلاس مین نہین فرق
ہوتا ہے عشق مین کہین فرق

الفت ہو شاہ کو گدا سے
اسکے توڑ ڈھنگ ہین نرالے

نوکر کو عشق سے سروکار
رکھنا لازم نہین ہے زنہار

فوجی کو فتح سے ہے کام
پڑکر ہو عشق مین نہ بدنام

دھوپ اور چاندنی

آیا خط استوا پہ خورشید
شمع عالم ہے قابل دید

لیکن ایسا ہے نور اوسکا
آنکھین ہوتی ہین جس سے خیرا

باشان و شکوہ و جاہ و حشمت
ہے تخت طلا پہ شاہ خاور

وہ رعب و جلال وہ غضب ہے
دیکھین اتنی مجال کب ہے

غائب ہین ستارہای افلاک
چہرہ ہے شاہ کا غضبناک

ذیل کی اردو نظم مین مسٹر والرہیری کی پوئم سن شائن اینڈ مون لائٹ ہے۔ اسکے اچھوتے خیالات مین شاعر نے جو نازک خیالیان دکھائی ہین اور دلکش سین کھینچے ہین - انکا لطف کچھ انہی اہل ذوق کو آسکتا ہے جنھون نے شیکسپیر اور ملٹن کے سیر کی ہے اور انکو عزیز رکھتے ہین مجھے افسوس ہے کہ وہ لوگ جو "دو سبھا مین دو ستو اندر کی آمد آمد ہے" اور "جھگن آتی ہے بی بی شیلا پرستان سے"

آئین نہ حضور مین وہ بیباک | اجرام فلک نہ جلکے ہون خاک

شان قدرت ظہور خورشید | دریا سے طلا ہے نور خورشید

دیکھو تالاب پہ دھوپ پھیلی | پانی ہے سونے کی اور سپہ قلعی

ہر چیز کا حسن ہے دوبالا | کیسا یہ چمک رہا ہے ذرا

ہے روئے صبح کا عجب رنگ | ہوتی ہے عقل دیکھکر دنگ

گورا گورا ہے رنگ اوسکا | اوسپر سرخی ہے اور طرا

پڑتی اوسپر ہے دھوپ دیکھو | دیکھو چہرے کا روپ دیکھو

ظاہر نور سحر شفق مین | مہر گردون کی ہین شاہین

یکجا کیونکر ہوئے سب اوقات | بیشک قدرت کی ہین کرامات

صانع کی ہے نئی صنعت | حیرت افزا ہے حسن طلعت

گر غور کرو قمر کو دیکھو | اوسمین شکل لشد کو دیکھو

پرتو افشان نہین قمر ہے | ہیرا ہے آب ہے مگر ہے

چہرہ اترا ہوا ہے اوسکا | میلا میلا سفید کپڑا ہے

غالب سورج کی روشنی ہے | مہتاب کی روشنی دبی ہے

آیا مغرب مین شاہ خاور | اوڑھی گردون نے شب کی چادر

چھائی عالم پہ ظلمت شب | عالم کچھ اور ہوگیا اب

نور خورشید ہے غبار و | دریا سونے کا بحر اسود

اوڑھا شب نے سیاہ کمل | کالا کالا ہے جیسے بادل

دیکھو دیکھو افق مین کیا ہے | دیکھو وہ کیا نکل رہا ہے

صفحہ ۵۲ - پر جو مصرعے دیے گئے ہین وہ کچھ بھی اس سے مختلف نہین ہوسکتے بہتر ہے کہ وہ اسے نہ پڑھین
میری اس گستاخی کو معاف کرین۔

نکلا رک رک کے بدر کامل
روشن جس سے ہے شب کی منزل

نکلے اختر چمک چمک کر
غالب نور قمر سے ہے اثیر

شب کا فرمان روا قمر ہے
تخت سیمین پہ جلوہ گر ہے

دیکھو عالم یہ چاندنی کا
لہریں لیتا ہے کوئی دریا

کالا کالا لباس شب تھا
سایہ اوس نے سفید پایا

گویا شب بھی کوئی دلہن ہے
پرتاب سفید پیرہن ہے

پھولوں پہ قطرہائی شبنم
پڑتا ہے عکس ماہ ہر دم

کیسے قدرت کے ہیں یہ موتی
قیمت انکی ادا نہو گی

گرمی نہیں معتدل ہے سردی
بدلی رفتار ہے ہوا کی

آتش خانے ہیں بے ضرورت
سردی کی اب نہیں ہے شدت

ٹھنڈی ہے روشنی مہتاب
ہالہ دریا میں جیسے گرداب

یہ نور خواص میں ہے کافور
کم ہے اسوقت سوز ناسور

حیرت افزا ہے سردی شب
جو آہ تھی گرم سرد ہے اب

ہو گرم کہ سرد آہ تو ہے
غم سے اسے رسم و راہ تو ہے

راحت جتنی ہوئی ہو حاصل
ہے باعث اضطرابی دل

آئی ہے جوش میں تمنا
دل کا اسوقت ہے تقاضا

صورت اپنی دکھائے معشوق
پیرس سے جلد آئے معشوق

یہ شب کا سماں یہ ماہ کامل
لیکن خوش ہے نہیں ذرا دل

بیکار ہے بے مزہ ہے بالکل
ہو جائے چراغ ماہ کا گل

جلد ہی یہ رات روز ہو جائے
سردی جتنی ہو سوز ہو جائے

بے یار یہ چاندنی ہے ظلمت
ہمکو اسکی نہیں ضرورت

میری آنکھوں سے جا کے کہدے
میری پوشاک سڑک پہ ہوگی
اوسکے چہرے پہ نور مہتاب
افسوس امیری نظر نہ پہونچے
تجھسے مہتاب بدگمان ہون
تو بھی دشمن ہے عاشقون کا
شبکو چھپ چھپ کے ملنے والے
ہوتی ہے آڑ کی ضرورت
تیری وہ روشنی بلا ہے
عاشق معشوق جب بہم ہون
جب تک باتین ہون تو نہ چمکے
الفت بدنام ہو نہ جائے
نور مہتاب بے خطا ہے
دامن قدرت کا گرد سے پاک
شمع قدرت کے دو ہین پرتو
پہلی ہے گرم دوسری سرد
گر دھوپ نہ گرم ہو تو غلہ
بیکار یہ چاندنی نہین ہے

عالم تم چاندنی کا دیکھو
دل ہے مشتاق چاندنی کی
جیسے ہیرے پہ خوب ہو آب
لیکن مہتاب رخ پہ چمکے
بیشک تیرا عدو ہے جان من
کرتا ہے راز اون کا افشا
شاکی ہوتے ہین ہم سے تیرے
شاید پہچانی جائے صورت
اونکو ہر شخص دیکھ لیتا ہے
اُنپر تیرے نہ کچھ ستم ہون
اونکے چہرون پہ تو نہ دمکے
عاشق ناکام ہو نہ جائے
عشق مخفی کی یہ سزا ہے
پڑتی ہے چاند پر کہین خاک
دیکھو تم دھوپ چاندنی کو
اپنے اپنے اثر ہین اپنے فرد
کھیتون مین ہو کبھی نہ پختہ
بیکار رہا ایک قدرتی شے

سمجھو قدرت کے ہین یہ اسرار
لیکن اسکو ہے عقل درکار

انسان کا دل

خاتم انگشت قدرت مین ذرا سا نگ تھا
ہے بہت سچا درخشان جو وہ نگینہ کون

منتخب بیداغ موتی تاج فطرت کا نگین
کون ہے وہ جسکے آگے ہیچ ہے تصنع شہ نگین

ہر نہایت ہی وہ حیرت زا عجائب روزگار
جسکو کہتے ہین دل انسان نہایت بیقرار

ولولے کرتے ہین جسکو گرم وہ دل ہے یہی
جسکی بیتابی سنی ہوگی وہ دل ہے یہی

جب جوانی تھی مری تھا زور پر جوش شباب
آب ہی تھا خاک ہی تھا [illegible]

تر سمجھا تھا کہ جو ابر ہی کا ہے بہت کچھ جانتا ہو
بادہ نخوت کا رہتا تھا [illegible]

مین سمجھتا تھا کہ میری انگلیون کی حکم ہے
سب ہے تابع سب چلا کرتے ہین جتنے ہین بشر

یہ سپہر لاجوردی یہ قمر یہ آفتاب
اختر تابان کہ ہو سکتا نہین جنکا حساب

شان و شوکت پر ضیا پر گر انھین کچھ ناز ہے
سچ یہ ہے دل انسان کا ممتاز ہے

ہم نے مانا آسمان دنیا پہ ہے سایہ فگن
اور کھلا ہے اختر تابان کا اسمین چمن

سب ہی لیکن دل انسان نہین کچھ اونسے کم
کچھ نہین پروا اگر رہتا ہے اسمین رنج و غم

ہین رواں اور صندلی جسمین فوارے تمام
گا رہے ہین راگ کیا کیا آگیا ہے وقت شام

چھوٹے چھوٹے چشمہ ہائے آب ہین سو ہین روان
ساتھ اونکی مختلف رنگونکی ہین [illegible]

ہے پریشان اور افسردہ بہت عہد خزان
اپنے بالین قمر ہے ہر طرف پرتو فشان

زرد ہین گل گلشن ایجاد مین حد سے زیاد
چاندنی کرتی ہے دیکھو آج اونسے خیر باد

فاضل بابو اوسی سوت نے ہارٹ آف مین (دل انسان) کی سرخی سے ایک بیش بہا نظم دی ہرمن آف ریویو بک" مین شائع کرائی تھی - اسکو مخبر کلکتہ شیل بنگرین نے نقل کرکے شائع کیا تھا خاکسار نے اوسکا میٹریکل ورشن یا اوس نظم کا نظم مین ترجمہ کرکے معزز اخبار مہذب نمبر ۵ جلد مطبوعہ یکم فروری ۱۹۰۱ع مین شائع کرایا اب اوسکو مین اس مجموعہ مین شامل کرتا ہون یہ پہلا ترجمہ ہے

خامشی کی ہے حکومت سب سے کہتی ہے وہ آج
مٹ گیا جب سے ارم کرتی ہو تمہین دنیا مین راج

گو ہی سبقت تجھسے لیجائین کبھی ممکن نہین
جتنے ہین اقسام خاموشی کرین دل نشین

ہے کسی ہندی ہین کوئی ہے کسیکو کوئی فکر
ہین کہین کچھ اور باتین ہے کہین کچھ اور ذکر

ہے دل انسان بار پہلو مین اک تسکین کے ساتھ
خانۂ پہلو مین بیٹھا ہے عجب تمکین کے ساتھ

ستارون کی روشنی

رات آئی مگر بہ دیر آئی
ظلمت شب ہر اک طرف چھائی

چپکے چپکے یہ چاند چھوٹا سا
آڑ مین آسمان کے ڈوبا

بے ضیا ہو گئے ہین ارض و سما
حجلۂ مغربی مین ماہ چھپا

اب کوئی روشنی نہین باقی
ہان ستارون کی روشنی ٹھنڈی

جو کہ پہلا ستارا رات کا تھا
جسنے مریخ سرخ کو سونپا

کیا یہ مریخ چرخ الفت کا
ہے کوئی سرخ سرخ سا تارا

یا کہ اوس رات کا ہے یہ اختر
جسمین دیکھے تھے خواب خوش اکثر

یہ نہین اور کچھ ہے اسکے سوا
چرخ ہے ایک نیلگون خیما

اوسمین بیٹھا ہے اک دلیر جوان
اوسکا ہتھیار ہے یہ نور افشان

جسکے سرخ یہ وہ ستارہ احمر
یون چمکتا ہے جسطرح سے سپر

نظر آتا ہے جب وہ پیارا
دل کا ہوتا ہے اور ہی نقشا

اسے درخشان ستارۂ احمر
اب تو چشمک زنی نکر مجھ پر

مندرجہ بالا سرخی سے ایک نظم ... میگزین مین میری نظر پڑی تھی اسکا بامحاورہ اخلاقی نتیجہ زاد سکے ترجمہ کی طرف
[illegible]

زور تجھکو خدا نے بخشا ہے — ہم ضعیفون پہ مسکراتا ہے
دیکھ پھر دیکھ تو قوی تن ہین — ایک مضبوط آدمی ہون مین
ہے اگر دل مین روشنی کچھ بھی — تو ستارون کی روشنی ٹھنڈی
اپنی دھن کا ہی پورا یہ سیار — ہے یہ خاموش مستقل خوددار
اک نئے رنگ کا ستارا ہے — میرے سینے سے یہ نکلتا ہے
جتنی سینے مین ہین تمنائین — اور آتی ہون جسقدر آئین
سب کو اک روز یونہی مٹنا ہے — ہر تمنا حباب دریا ہے
ہاتھ سے دو کبھی نہ استقلال — زور ہمت کو ہو کہین نہ زوال
ہے فنا ایک روز دنیا کو — نکرو اس سے خوف تم نہ ڈرو
اُف نہ کرنا کسی مصیبت مین — ہو تغیر کبھی نہ حالت مین

دوشیزگی

کنوارپن بھی عجب سادگی کا عالم ہے — یہ سچ ہے کچھ بھی تعریف جسقدر کم ہے
بہت عروج پہ مہر جمال ہوتا ہے — مگر حسین کو نہین کچھ خیال ہوتا ہے

اس نظم کے متعلق اودھ پنچ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۰ء مین یہ ریمارک شائع ہوا ہے "ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ نظم ۸ ستمبر ۲۰ء کے پرچے مین شائع ہوئی تھی اسکی نسبت ایک صاحب سید محمد احمد رضوی اپنے خیالات اسطرح ظاہر کرتے ہین یہ نظم مسٹر پکل درسشن ہے میڈن ہڈکی - اسکو مترجم نے اسٹوڈنٹ میگزین سے لیا ہے - حضرت بعض شعر کا ترجمہ بے کم و کاست نظم ہو گیا ہے با محاورہ نثر مین اس پوئٹری کا ترجمہ دشوار تھا کہ نظم مین جسکی بندش بہت پیاری ہو مین مترجم صاحب کو انکی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہون اور انگریزی خوان دوستونکو یہ ناچیز صلاح

[illegible]

نہین دبانے سے دبتا کسیکا جوش شباب
وہ دیکھئے!! ہے کھڑی اک کنواری مہ طلعت
بہت دعاون کی تاثیر سے ہوئی پیدا
بری ہے حسن تکلف سے سادگی با تجمل
بدن سڈول اور اعضا جسم کے ہین موزون
ہین آنکھین بہوری اور اونمین حیا کا ہی مسکن
اون آنکھون مین ہی سیاہی تو اسطرح کی ہے
سنہرے بال کنواری کے مہر سے بڑھکر
ملے ہین چشمہ و دریا جہان کھڑی ہے وہان
نہین ہے صاف یہ چشمہ ہی عہد صغر سنی
وہ دیکھتی ہے تامل سے وسعت دریا
وہ دیکھ دیکھکے دریا کو سہمی جاتی ہی
نہین روان ہی وہ دریا شباب عورت ہے
وہ جانتی ہی جوانی ہے جوش کا عالم
یہ سن ہی وہ کہ اُنگو نکو جوش ہوتا ہے
فریب دیتے ہین جذبے بھی اور خواہش دل
بہت سے جال بہت سے فریب راہ مین ہین
وہ دیکھو فکر سے پانون آتی ہی کیسی

مگر دباتا ہے اوسکو خیال شرم و حجاب
ہی پیاری پیاری عجب بھولی بھولی وہ صورت
متاع شرم و حیا وہ حسین ماہ لقا
کھلا ہے گلشن قدرت مین غنچہ بصورت گل
بناکے صنعت صانع بھی ہو گئی مفتون
مژہ نے ڈالی ہی شرم و حجاب کی چلمن
فلک پہ جو کہ سر شام رونما ہوتی ہے
شعاع مہر درخشان ہین بال کے گھونگھر
وہ دیکھتی ہی عجب ہے نظر فریب سمان
نگاہ ہوتی ہے خیرہ - وہ روشنی اوسکی
بچشم لطف کہ بہتا ہی کسطرح چشمہ
نظر جو آتا ہے چشمہ تو مسکراتی ہی
بیان ہو نہین سکتی جو اوسکی حالت ہے
بہت سی خطرے ہین اومین بہت سے رنج و الم
حسین کو اپنی ادا او نکا ہوش ہوتا ہی
کنوارپن کو بچانا تو ہے بہت مشکل
بہت سے غار بہت سے نشیب راہ مین ہین
وہ اوسکو ڈہائینگی دشمن ہے خانۂ دل کی

ملک کے خیالات کو بہت بڑے فائدے کی امید ہی مترجم صاحب نے لفظی ترجمہ کسوقت کیون
اوٹھائی - اوسکا سنس (مطلب) ہی کیون نہ موزون کر دیا - بہر حال مجھے اور دفعہ پیرتک آتا ہے
[illegible]

نہین ثبات زمانیکو گذرا جاتا ہے
ابھی تھی صبح کہ نصف النہار آپہونچا
مگر کبھو یہ کنواری سے ہو نہ وہ مغموم
کبھو نہ ہاتھ سے دیوے وہ زمام استقلال
رواں ہے دیکھو یہ چشمہ ہے سیر کے قابل
زمانہ دیکھیگی چشمے کو کہہ رہا ہے یہہ
نہ اپنے سایہ سے ہٹر کے حسین سنجیدہ
نہین ہے شکرا جو ڈرتی ہے فاختہ ہے وہ
ہے ایک شاخ نہین ہے یہ عہد صغرسنی
اور اوسپہ گاتے ہین بیٹھے طیور خوش الحان
ہے ایک شاخ نہین ہے زمانہ پیری
مگر ذرا بھی نہ اسکا خیال ہو دل کو
بہت حسین گل نیلوفر ہے ہاتھ مین لو
ہمیشہ دلمین رہے جوش نوجوانی کا
جو لب پہ آئے تبسم تو پاک ہو بالکل

مئی ہے آج تو کل ماہ جون آتا ہے
جو سہ پہر ہے تو پھر بعد اوسکی وقت مسا
خدانے اوسکو بنایا ہے جیسے کہ معصوم
یہ درد و رنج و الم ہونگے سب کے سب پامال
نگہ مین آئی طراوت تو لطف ہو حاصل
کہ ایک اونے سا نیچر کا شعبدا ہے یہ
کہ خوفناک نہین کوئی چیز پوشیدہ
کرے حواس بجا ہوش باختہ ہے وہ
ہے سرخ پہول سے دیکھو لدی ہوئی کیسی
کوئی پرانا کہلی ہے ابھی کسیکی زبان
جھکی ہوئی ہے بہت اور برف سے ڈھنکی
بڑھاپا آئے تو کیا کیون ملال ہو دلکو
عجیب مست ہے خوشبو ذرا اوسے سونگھو
یہی مزہ ہے یہی لطف زندگانی کا
ہنسی جو آئی کبھی وہ ہنسی ہو خندہ گل

حیا سے شرم سے پاکیزگی سے کام رہے
حیا سے کام رہے اور جہاں مین نام رہے

ثمرِ عشق

روم کے ایک شاعر نے ایک نظم کو سانگ کی سرخی سے تصنیف کی تھی اوس نظم کو انگلستان کے

ہائے یہ عشق کبھی درد سے خالی نہوا
آہ پیہم سے کیا دل مرا ٹکڑے ٹکڑے
درد دکھ کرون سے کوئی نہین یار مرا
اسی صدمہ مین غش آتا ہی مرا جاتا ہون
عشق کے پاس ہمتے جو تیر ستم کے موجود
ہان خبردار رہو طایر آزاد مدام
ورنہ جس آگ مین سطرح ہوئے ہو محصور
دلسے امید و تمنا کو مٹا ئیگی یہ آگ
تھا خوش آیند بہارون مین کبھی مین آزاد
وائے تقدیر یہ مین جسوقت سے مین آیا ہون
دل لگایا ہی نہین جسنے کسی سے اپنا
درد مندون پہ کبھی رحم نہ آئیگا اُسے
سرو مہرونکی رکاوٹ کی اسے کیا ہے خبر
ہے اگر برق محبت کی غضبناک نگاہ
خواب خوش روز نئی راتکو دیکھے اکثر
آرزو اور تمنا پہ اب آیا ہی زوال
وہ ترا زور اثر اور وہ میری الفت
عمر کی شمع کی ضو شمع شبستان جمال
میری محبوب حسین یہ تو بتا دو مجھکو

بدگمانی و مصیبت سے یہ دم ساز رہا
یہ شب و روز مرے تار ہوئے ہین اس سے
اور مونس ہی نہین درد و مصیبت کے سوا
ایک لمحہ بھی کہین چین نہین پاتا ہون
ہائے افسوس وہی تیر ہین اب سر الوند
عشق نے گردش مین کے کھینچا یا ہی دوام
دل ہمارے وہ جائے گی رہو اوس سے دور
دل مین اک اور نئی آگ لگائیگی یہ آگ
تو ہے اوڑتا تھا تمھارا مین دام صیاد
کھینچ کر آتا ہون ان مین کہ پھنسا جاتا ہون
درد الفت سے کبھی جو متاثر نہوا
درد کی ٹیس ہین دل مین پڑا ہی جسکے
کیا اثر ہے کسی مہوش کے جو تیر چھپے نظر
وہ تو کیا اونکے فرشتے بھی نہین ہین آگاہ
تو پھر اک خواب مین اپنا مجھے آیا ہی نظر
ہای اس عشق نے دونون کو کیا ہی بدحال
موم سے اور گل افسردہ ہین ہم نسبت
آنکھ کیون بدلی ہی کیون تنگ ہے تمھارے ہین لال
نفرت اپنے جگر اپنے کارونسے کیسے سکتے ہو

متعلقہ صفحہ ۶۰ — ہم چونکہ یہ نظم ہمارے شاعری سے لی جاتی تھی لہذا ہمنے اسے اردو زبان مین لکھا

چشمۂ فصل زمستان کیطرح دیدۂ تر — کس قدر جوش پہ ہین حد فزونسے بڑھکر

کون بدبخت ہے ایسا کہ شریک غم ہو — میرا ہمدرد بنے اور میرا ہمدم ہو

رحم کر مجھپہ ذرا طائر نغمہ پرداز — کم نہین ہے کبھی اعجاز سے تیری آواز

جس گھڑی کان مین آئیگا ترنم تیرا — جان پڑجائیگی ہوجائیگا عاشق زندا

منجمد خون جگر سوز ہے غم مین خاموش — ہای مختل ہی دماغ اور نہین مجھکو ہوش

آفتین سب یہ اوٹھائی ہین تری الفت مین — صبر کرتا ہون ہر اک رنج ہر اک کلفت مین

اور ترے دل نی اوٹھائی نہین تکلیف مگر — فتح کرتا ہے بڑے فخر سے میری دلبر

دل مفتوح مرا لوٹ رہا ہو دیکھو — ٹوٹنے کی ہی یہ آواز سنو یا نہ سنو

ڈر نہین خوف نکر جان مری لے ظالم — کیا تامل ہے تجھے زہر مجھے دے ظالم

موت اس موت سے بڑھکر تو نہین دے سکتا — لیکے اکبار تو پھر جان نہین لے سکتا

عشق پر روز ولادت پہ بہت کی نفرین — ہای اب عشق سے کے پھندے مین پھنسی جان حزین

قتل کرتا ہے مجھے عشق ہی قاتل جلاد — اور ترک کے غضب ہی یہ ادای بیداد

جان مجروح میری سینہ پرخون کہو — نفرت اپنے جگر افگار و لسنے کرسکتے ہو

ہای مین دیر مین سمجھا کہ مسرت شادی — عیش خیمہ ہین مصیبت کی الم کی غم کی

٣١١٣٤